Postal Reg. NO : PB/1023/99

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم　نحمده ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　وعلیٰ عبده المسیح الموعود

جلد 49

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

شمارہ 6

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر

منیر احمد خادم

نائبین

قریشی محمد فضل اللہ

منصور احمد

شرح چندہ

سالانہ 150 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

20 پونڈ یا 40 ڈالر

امریکن۔ بذریعہ

بحری ڈاک

10 پونڈ

3/ ذیقعدہ 1420 ہجری 10/ تبلیغ 1379 ہش 10/ فروری 2000ء

لندن۔ 5/ فروری 2000 (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور والدین کے حقوق اور ان کی خدمت کے تعلق سے قرآن و حدیث کی روشنی میں نصائح فرمائیں۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

یہ بالکل سچی اور یقینی بات ہے کہ نفس مطمئنہ کے بدوں انسان نجات نہیں پاسکتا

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"میں نے بعض آدمیوں کو دیکھا اور اکثروں کے حالات پڑھے ہیں جو دنیا میں مال و دولت اور دنیا کی جھوٹی لذتیں اور ہر ایک قسم کی نعمتیں اولاد احفاد رکھتے تھے۔ جب مرنے لگے اور اُن کو اِس دنیا کے چھوڑ جانے اور ساتھ ہی ان اشیاء سے الگ ہونے اور دوسرے عالم میں جانے کا علم ہوا تو ان پر حسرتوں اور بے جا آرزوؤں کی آگ بھڑکی اور سرد آہیں مارنے لگے۔ پس یہ بھی ایک قسم کا جہنم ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں دے سکتا بلکہ اس کو گھبراہٹ اور بے قراری کے عالم میں ڈال دیتا ہے۔

اس لئے یہ امر بھی میرے دوستوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہنا چاہئے کہ اکثر اوقات انسان اہل و عیال اور اموال کی محبت، ہاں ناجائز اور بیجا محبت میں ایسا محو ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات اسی محبت کے جوش اور نشہ میں ایسے ناجائز کام کر گزرتا ہے جو اس میں اور خدا تعالیٰ میں ایک حجاب پیدا کر دیتے ہیں اور اُس کے لئے ایک دوزخ تیار کر دیتے ہیں۔ اُس کو اِس بات کا علم نہیں ہوتا۔ جب وہ ان سب سے یکایک علیحدہ کیا جاتا ہے اس گھڑی کی اسے خبر نہیں ہوتی۔ تب وہ ایک سخت بے چینی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ کسی چیز سے جب محبت ہو تو اس سے جدائی اور علیحدگی پر ایک رنج اور دردناک غم پیدا ہو جاتا ہے۔ اب یہ مسئلہ منقولی ہی نہیں بلکہ معقولی رنگ رکھتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ (الھمزۃ: ۸،۷)۔ پس یہ وہی غیر اللہ کی محبت کی آگ ہے جو انسانی دل کو جلا کر، اکھ کر دیتی ہے اور ایک حیرت ناک عذاب اور درد میں مبتلا کر دیتی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ بالکل سچی اور یقینی بات ہے کہ نفسِ مطمئنہ کے بدوں انسان نجات نہیں پاسکتا۔

جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ نفس امارہ کی حالت میں انسان شیطان کا غلام ہوتا ہے اور لوامہ میں اسے شیطان سے ایک مجاہدہ اور جنگ کرنا ہوتا ہے۔ کبھی وہ غالب آجاتا ہے اور کبھی شیطان، مگر مطمئنہ کی حالت ایک امن اور آرام کی حالت ہوتی ہے کہ وہ آرام سے بیٹھ جاتا ہے۔ اس لئے اس آیت میں کہ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (الفجر: ۲۸) یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری حالت میں کس قدر استراحت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نفس مطمئنۃ اللہ کی طرف چلا آ۔ ظاہر کے لحاظ سے تو یہ مطلب ہے کہ جان کندنی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آتی ہے کہ اے مطمئن نفس اپنے ربّ کی طرف چلا آ۔ وہ تجھ سے خوش اور تُو اس سے راضی۔ چونکہ قرآن کے لئے ظاہر اور بطن دونوں ہیں۔ اس لئے بطن کے لحاظ سے یہ مطلب ہے کہ اے اطمینان پر پہنچے ہوئے نفس اپنے رب کی طرف چلا آ یعنی تیری طبعاً یہ حالت ہو چکی ہے کہ تو اطمینان اور سکینت کے مرتبہ پر پہنچ گیا ہے اور تجھ میں اور اللہ تعالیٰ میں کوئی بُعد نہیں ہے۔ لوامہ کی حالت میں تو تکلیف ہوتی ہے مگر مطمئنۃ کی حالت میں ایسا ہوتا ہے کہ جیسے پانی اوپر سے گرتا ہے۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی محبت انسان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جاتی ہے اور وہ خدا ہی کی محبت سے جیتا ہے۔ غیر اللہ کی محبت جو اس کے لئے ایک جلانے اور جہنم کے پیدا کرنے والی ہوتی ہے جل جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک روشنی اور نور بھر دیا جاتا ہے۔ اس کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اس کا منشاء ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت ایسی حالت میں اس کے لئے بطور جان ہوتی ہے۔ جس طرح زندگی کے لئے لوازمِ زندگی ضروری ہیں اس کی زندگی کے لئے خدا اور صرف خدا ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ ہی اس کی سچی خوشی اور پوری راحت ہوتا ہے"۔

(ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۷۱،۷۰)

زندہ رسول۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اُتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثناء یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

(در ثمین اُردو)

الوداعی دعا

خدا حافظ و ناصر

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی سب سے چھوٹی بیٹی صاحبزادی طوبیٰ سلمہا اللہ تعالیٰ، جن کی شادی کی تقریب سعید ۱۲/ نومبر کو منعقد ہوئی تھی اپنے شوہر عزیزم مکرم ملک سلطان محمد خان صاحب کے ہمراہ ۲۱/ نومبر کو انگلستان سے اپنے سسرال پاکستان تشریف لے گئیں۔ اس موقعہ پر آپ کو الوداع کرنے کے لئے افراد خاندان کے علاوہ اردو کلاس کی بچیاں اور بعض دیگر خواتین بھی صبح دس بجے کے قریب مسجد فضل لندن کے احاطہ میں موجود تھیں۔ جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عزیزہ طوبیٰ سلمہا اللہ کو الوداع کرنے کے لئے تشریف لائے تو اردو کلاس کی بچیوں نے اپنی خوبصورت اور مترنم آوازوں میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور دعاؤں پر مشتمل پاکیزہ نظمیں پڑھیں۔ یہ سلسلہ قریباً پندرہ بیس منٹ تک جاری رہا۔ اس عرصہ میں صاحبزادی طوبیٰ سلمہا اللہ حضور انور کے دائیں جانب اور عزیزم مکرم ملک سلطان محمد خان صاحب حضور کے بائیں جانب کھڑے رہے۔ حضور ایدہ اللہ نے دونوں کے ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں تھام رکھے تھے اور ان کے لئے گویا مجسم دعا تھے۔ پاکیزہ دعائیہ نغمات کے اختتام پر حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر خاموش اجتماعی دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دولہا اور دلہن کو سچی اور لازوال خوشیاں عطا فرمائے دین و دنیا کی عظیم الشان نعمتوں اور سعادتوں سے نوازے اور ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔

منیر. حافظ آبادی ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

رمضان یا عید کا چاند

کیا ساری دنیا میں ایک ہی دن عید یا رمضان کا آغاز ہو سکتا ہے؟

چودہ سو سال قبل صحرائے عرب کے نبیٔ امّی پر نازل ہونے والی

فلکیاتی علوم پر مشتمل صداقتیں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹؍جنوری ۱۹۹۶ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ شَہِد شَہراً سے مراد ہے جو رمضان کو طلوع ہوتا دیکھے۔ یعنی رمضان کا چاند جس پر طلوع ہو گا وہ روزے رکھے۔

اب رمضان کا مہینہ اصل میں بیک وقت ہر جگہ اکٹھا طلوع نہیں ہوتا اور یہ بحثیں عام اٹھ رہی ہیں کہ کیوں نہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ سب مسلمان بیک وقت روزے رکھیں۔ اور یہ جو جھگڑے چل رہے ہیں آج اِن کا رمضان شروع ہو گیا، کل اُن کا رمضان شروع ہو گیا ان جھگڑوں کا قضیہ ہی چکا دیا جائے۔ مگر قرآن تو نہیں چکاتا۔ قرآن کریم نے تو اس مضمون کو کھلا چھوڑا ہوا ہے۔ "مَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" ہو سکتا ہے کہ ایک ہی ملک میں رہتے ہوئے اور اس ملک کے افق الگ الگ ہوں اور اگر ایک شخص نے "فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ" اس کے وقت کو پایا ہو تو اس پر فرض ہے کہ روزے رکھے۔ ایک وہ جس نے نہیں پایا اس پر فرض نہیں ہے بلکہ مناسب نہیں ہے کہ رکھے۔ اسے انتظار کرنا ہو گا جب تک اس آیت کا اطلاق اس پر نہ ہو۔

تو رمضان کا مہینہ ایک ہی تاریخ کو ہر جگہ شروع نہ ہوتا ہے، نہ ہو سکتا ہے۔ ممالک بدل جائیں تو پھر تو ویسے ہی ناممکن ہے کیونکہ اگر جب بھی رمضان کا چاند طلوع ہو گا اس وقت کسی جگہ گھپ اندھیرا، آدھی رات ہو گی، کسی جگہ صبح کا سورج طلوع ہو رہا ہو گا، کسی جگہ دوپہر ہو گی، کسی جگہ عصر کی نماز پڑھی جا رہی ہو گی تو کیسے ممکن ہے کہ خدا نے جو نظام پیدا فرمایا ہے اس کے برعکس احکام جاری فرمائے۔ اس لئے مَنْ شَہِدَ کا مضمون جو ہے بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ ہرگز خدا کا یہ منشاء نہیں کہ سب اکٹھے روزے رکھیں، اکٹھے ختم کریں۔ ہرگز یہ منشاء نہیں کہ تمام دنیا میں ایک دن عید منائی جائے یا سارے ملک میں اگر وسیع ملک ہے ایک ہی دن عید منائی جائے۔ چھوٹے ملک میں تو ممکن ہے مگر وسیع ممالک بعض ایسے ہیں جو شمال سے بہت دور تک جنوب کے ایک حصے میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اُن کے اُفق بدل جاتے ہیں یا شرقاً غرباً بہت وسیع ہیں۔ اب چلّی (Chilli) کو دیکھیں کہ کتنا اوپر سے امریکہ کے وسط سے قریباً شروع ہو کر اور جنوب میں وہاں تک چلا جاتا ہے کہ اس سے آگے کوئی اور ملک نہیں ہے جو قطب جنوبی کے قریب تر ہو اس سے۔ اور روس کی چوڑائی اتنی ہے کہ روس کے اندر تین گھنٹے کا فرق پڑ جاتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ امریکہ کی چوڑائی میں وسعت اتنی بڑی ہے کہ وہاں بھی کم وبیش اتنا ہی فرق پڑ جاتا ہے تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ایک ملک میں بھی بیک وقت رمضان شروع ہو سکتا ہے یا بیک وقت ایک ملک میں ایک عید کا دن طلوع ہو سکتا ہے۔ پس قرآن کریم کے جو الفاظ کا انتخاب ہے بہت ہی پر حکمت ہے اور اپنے مضمون کو خود کھول رہا ہے..........

مَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ جس پر یہ مہینہ طلوع ہو گا اسی کو روزے رکھنے ہیں۔ دیکھا دیکھی سنی سنائی بات پر روزے نہیں رکھنے اور یہاں "مَنْ" میں صرف ایک فرد واحد مراد نہیں ہے بلکہ وہ قوم ہے جس کا افق ایک ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس کا طریق یہ جاری فرمایا کہ اگر ایک ہی افق کے لوگ کسی موسم کی خرابی کی وجہ سے اکثر نہ دیکھ سکتے ہوں تو ان میں دو قابل اعتماد یا چار قابل اعتماد، کچھ قابل اعتماد لوگ اٹھ کھڑے ہوں اور وہ کہیں، گواہی دیں کہ ہم نے دیکھا ہے تو اگر افق مشترک ہے تو سب کا ہی رمضان شروع ہو جائے گا اور اگر افق مشترک ہے تو سب ہی کی عید ہو جائے گی۔ تو مَنْ کا لفظ واحد پر بھی آتا ہے اور جمع پر بھی۔ یہ مراد نہیں ہے کہ ہر ایک جب تک آنکھ سے دیکھ نہ لے رمضان شروع نہ کرے۔ یہ تو ناممکن ہے۔ جو ہلال ہے، خصوصاً پہلے دن کا ہلال وہ تو آنی جانی چیز ہے دیکھتے دیکھتے ہی غائب ہو جاتا ہے۔ انگلیاں اٹھ رہی ہوتی ہیں اتنے میں وہ مطلع سے غائب ہو چکا ہوتا ہے۔ پس ہلال کا مطلع بھی چھوٹا ہوتا ہے اس لئے مَنْ شَہِد کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم میں سے جو اپنی آنکھوں سے دیکھے صرف وہی شخص روزے رکھے۔ مراد ہے وہ لوگ جن کا افق ایک ہے، جن کے ہمیشہ سے ہی چاند اکٹھے طلوع ہوتے ہیں۔ جب طلوع ہوتے ہیں سب پر ہی طلوع ہوتے ہیں۔ جب غروب ہوتے ہیں تو سب پر ہی غروب ہوتے ہیں۔ پس وہ لوگ جن کا افق مشترک ہو ان میں سے کوئی بھی دیکھے تو سب قوم کے دیکھنے کا حکم ان پر صادق آ جائے گا گویا ساری قوم نے دیکھ لیا"۔

سائنسی ذرائع سے چاند کا معلوم کرنا

اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

"اب اس مضمون میں ایک پہلو رہ جاتا ہے جس کی عموماً آپ بحثیں سنتے ہیں اور پڑھتے بھی ہیں وہ یہ ہے کہ کیا مشینی ذرائع سے چاند کا علم پانا مَنْ شَہِدَ مِنكُمْ کے تابع ہو گا یا نہیں ہو گا؟ اگر ہو تو پھر دیکھنا متروک ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مشینوں کے ذریعہ چاند دکھائی دے جاتا ہو لیکن نظر سے نہ دکھائی دیتا ہو۔ تو کیا قرآن کریم کا پہلا عمل یعنی پہلے دور کا عمل اس مشینی عمل کے مقابل پر رد ہو جائے گا۔ یا پہلے دور کا عمل جاری رہے گا اور مشینی دور کا عمل متروک سمجھا جائے گا؟۔

یہ بحث ہے جو بہت سے لوگوں کو الجھن میں مبتلا رکھتی ہے حالانکہ اس میں ایک ادنیٰ، ذرہ برابر بھی کوئی الجھن نہیں۔ الجھن لوگوں کی نافہمی اور ناسمجھی میں ہے ورنہ امر واقعہ یہ ہے کہ نئے دور میں مشینوں کے حوالے سے یا برقیاتی آلوں کے حوالے سے اگر آپ چاند کے طلوع کا علم حاصل کریں تو وہ مَنْ شَہِدَ مِنكُمْ کے تابع رہتا ہے اور جہاں مَنْ شَہِدَ مِنكُمْ سے ہٹتا ہے وہاں اس کا عمل در آمد نہیں ہو گا، وہاں بے اعتبار ہو جائے گا۔ جو لوگ نہیں سمجھتے وہ ٹھوکر کھاتے ہیں اور پھر آپس میں خوب ان کی لڑائیاں ہوتی ہیں۔

اس لئے میں آپ کو سمجھا رہا ہوں آگے عید بھی آئے گی یہ بحثیں چلیں گی۔ بچوں سے سکول میں بھی گفتگو ہو گی دوسرے بچوں کی۔ کالجوں میں یہ معاملہ زیر بحث آجائے گا۔ بزنس پر، کاموں پر زیر بحث آئے گا۔ اس لئے سب احمدیوں کو اچھی طرح ہر ملک کے احمدی جو یہ خطبہ سن رہے ہیں ان کو اچھی طرح اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

چاند جو طلوع ہوتا ہے وہ جب زمین کے کنارے سے اوپر آتا ہے تو اگرچہ سائنسی لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ زمین کے افق سے چاند ذرا سا اوپر آ چکا ہے لیکن وہ چاند لازم نہیں کہ نظر سے دیکھا جا سکتا ہو۔ اس لئے سائنس دانوں نے بھی ان چیزوں کو تقسیم کر رکھا ہے۔ اگر آپ اچھی طرح ان سے جستجو کر کے بات پوچھیں تو وہ آپ کو بالکل صحیح جواب دیں گے کہ دیکھو ہم یہ تو یقینی طور پر معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ چاند کس دن کتنے بجے طلوع ہو گا یعنی سورج غروب ہوتے ہی اوپر ہو چکا ہو گا لیکن اس کا مطلب یہ نہ سمجھو کہ اگر موسم بالکل صاف ہو اور کوئی بھی رستے میں دھند نہ ہو تب بھی تم اس کو اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہو۔ کیونکہ چاند کو طلوع ہونے کے بیس منٹ یا کچھ اوپر مزید چاہئے اور ایک خاص زاویہ سے اوپر ہونا چاہئے۔ اگر وہاں تک پہنچے تو پھر آنکھ دیکھ سکتی ہے ورنہ نہیں دیکھ سکتی۔ اس لئے ہو سکتا ہے جیسا کہ پچھلے سال مولویوں نے یہاں کیا کہ آبزرویٹری (Observatory) سے یہ تو پوچھ لیا کہ چاند کب نکلے گا اور انہوں نے وہی سائنسی جواب دے دیا کہ فلاں دن یہ اتنے بجے طلوع ہو جائے گا اور سورج ڈوبنے کے معاً بعد کا وقت تھا۔ تو مولویوں نے فتویٰ دے دیا کہ اس دن رمضان شروع ہو جائے گا یا عید جو بھی تھی۔ اور بعض دوسرے جو اُن میں سے سمجھ دار تھے، تعلیم یافتہ مسلمان یہاں موجود ہیں، احمدی نہیں ہیں مگر وہ ان باتوں پر غور کرتے ہیں انہوں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو ایسی عید نہیں کریں گے یا ایسا رمضان نہیں شروع کریں گے اور وہ سچے تھے۔ کیونکہ اگر وہ مولوی صاحبان ان لیبارٹریز سے یا جو ان کے مراکز ہیں آسمانی سیاروں وغیرہ کو دیکھنے کے، ان سے پوچھتے تو وہ صاف بتا دیتے کہ نکلے گا تو سہی لیکن تم اس کی شہادت نہیں دے سکتے۔ تم اپنی آنکھ سے اس کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ جتنا نکل کے وہ اونچا جاتا ہے اس طلوع سے کوئی آنکھ بھی اس کو اسلئے نہیں دیکھ سکتی کہ وہ زمین کے بہت قریب ہوتا ہے اور زمین کے قریب کی فضا اس کی شعاعوں کو نظروں تک پہنچنے سے پہلے پہلے جذب کر چکی ہوتی ہے۔ اس لئے عین نشانے پر پتہ ہو کہ وہاں چاند طلوع ہو رہا ہے آپ نظر جما کے دیکھیں آپ کو ایک ذرہ بھی کچھ دکھائی نہیں دے گا۔ تو "شَہِدَ" کا مضمون اس پر صادق نہیں آئے گا۔

"شَہِدَ" کا مطلب ہے جو گواہ بن جائے، جو دیکھ لے، جو پالے۔ مگر سائنس دان ہی یہ بھی آپ کو بتاتے ہیں اور قطعیت سے بتاتے ہیں کہ اگر اتنے منٹ سے اوپر چاند ہو چکا ہو یعنی سورج ڈوبنے کے بعد مثلاً پندرہ منٹ کی بجائے بیس منٹ تک رہے تو پہلے پندرہ منٹ میں اگر دکھائی نہیں دے سکتا تو آخری پانچ منٹ میں دکھائی دے سکتا ہے۔ یا اس کا زاویہ اتنا ہو کہ وہ زمین کے ایسے افق سے اونچا ہو چکا ہو جو افق چاند اور ہماری راہ میں حائل رہتا ہے۔ اس سے جب اونچا ہو گا تو لازماً دیکھ سکتے ہو۔ پھر بادل ہوں تو الگ مسئلہ ہے لیکن اگر بادل نہ ہوں تو لازماً ننگی آنکھ سے دیکھ سکتے ہو تو پھر "شَہِدَ مِنكُم" کا حکم صادق آ گیا۔ کیونکہ "شَہِدَ" میں ساری قوم کا دیکھنا تو فرض تھا ہی نہیں۔ کچھ بھی دیکھ سکتے ہوں لیکن اس طرح دیکھ سکتے ہوں جیسے انسان کی توفیق ہے کہ ننگی آنکھ سے دیکھ سکے وہ فتویٰ لازماً ساری قوم پر برابر صادق آئے گا اور وہ لوگ جن کا افق ایک ہے وہ سائنسی ذرائع سے معلوم کر کے پہلے سے فیصلہ کر سکتے ہیں"۔

غیر معمولی دنوں والے علاقوں میں روزے

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

"اب ایک بحث یہ ہے کہ رمضان کو سورج سے کیوں نہیں باندھا؟ اس میں بہت سی حکمتیں ہیں مثلاً ہر ملک کا موسم الگ الگ ہے۔ بعض ممالک ایسے ہیں جن میں سردیوں میں دن بالکل چھوٹے رہ جاتے ہیں اور گرمیوں میں بے انتہا لمبے ہو جاتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جہاں شدید گرمی ہے اور دن برابر ہیں۔ بعض ایسے ہیں جہاں شدید گرمی ہے اور پھر دن برابر نہیں ہیں۔ تو اگر سورج کے حساب سے ایک ہی مہینہ مقرر کر دیا جاتا تو وہ مہینہ ہر جگہ ایک ہی طرح، ایک ہی موسم میں رہتا۔ کبھی اس میں تبدیلی نہ ہوتی۔ ناروے کے لوگوں کے لئے مثلاً اگر وہ مہینہ سردیوں میں ہوتا تو ناروے کے لوگوں کے لئے ادھر روزہ رکھا ادھر کھولنے کا وقت آ گیا۔ اور جو جنوبی قطب کے پاس رہتے ہیں ان کا روزہ ختم ہی نہ ہوتا۔ جو زیادہ قریب ہیں وہ تو سال بھر روزہ چلتا لیکن جو ذرا فاصلے پر ہیں ان کا بھی ہو سکتا ہے تیئس (۲۳) گھنٹے کا روزہ ہو۔ ایک گھنٹے کے اندر نمازیں بھی پڑھنی ہیں، تہجد بھی پڑھنی ہے، کھانا بھی کھانا ہے اور پھر تیئس (۲۳) گھنٹے کے روزے کے لئے

تیاری کرنی ہے۔ اول تو جو تیئیس (۲۳) گھنٹے والا واقعہ ہے وہ احادیث کے مضمون کی روشنی میں حقیقت میں ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ بھی میں آپ کو اچھی طرح سمجھادوں۔ اس لئے یہ قرآن کریم میں جو فرمایا ہے علامتیں جاری فرمائی ہیں دو طرح سے۔ ایک علامتیں وہ ہیں جن کا تعلق چاند سے ہے، ایک علامتیں وہ ہیں جن کا تعلق سورج سے ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں عبادتیں دونوں طرح اکٹھی ہو گئی ہیں۔ کسی اور مہینے میں اس طرح عبادتیں اکٹھی نہیں ہوئیں جس طرح رمضان کے مہینے میں عبادتیں ہر پہلو سے جڑ گئی ہیں یعنی سورج کے سال کا بھی تعلق ہے اور چاند کے سال کا بھی تعلق ہے۔ جہاں تک قرآن کریم کی عبادات کا تعلق ہے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ روزانہ نمازیں بھی تو مغرب کے بعد آتی ہیں۔ آتی تو ہیں مگر وہ سورج کے حوالے سے آتی ہیں، چاند کے حوالے سے نہیں۔ پانچ نمازیں جو فرض ہیں اور تہجد کے وقت یہ سارے کے سارے سورج کی علامتوں سے تعلق رکھے ہوئے ہیں۔ چاند کے تعلق سے جو عبادت آتی ہے وہ صرف رمضان کی ہے یا پھر حج ہے جو چاند سے تعلق رکھتا ہے مگر اس کے علاوہ تمام عبادتیں سورج سے تعلق رکھتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورج کے ساتھ نمازوں کو باندھ کر یہ بات ناممکن بنادی ہے کہ ایک انسان علامتوں کے مطابق ایسی جگہ پانچ نمازیں ادا کر سکے جو شمالی قطب یا جنوبی قطب کے بہت قریب ہو۔ اور یہ ناممکن بنا کر آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع فرما دی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے، دجال کا زمانہ جب کہ دن دنیا میں بعض جگہ روزمرہ کے چوبیس گھنٹے کے دن ہونگے، اکثر جگہ تو یہی ہوگا، لیکن بعض ایسی جگہیں بھی ہونگی جہاں لمبے بھی ہوں، کہیں چھ مہینے کا دن بھی ہوگا، کہیں سال کا دن بھی ہوگا۔ یہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مطلع فرمایا تاکہ آئندہ زمانے کے انسان کے لئے مشکل نہ رہے۔ اس کے ساتھ ہی صحابہ میں سے کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیا جب ایک سال کا دن آئے گا تو ہم اس ایک سال میں پانچ نمازیں پڑھیں گے؟۔ آپ نے فرمایا بالکل نہیں، اندازہ لگا کر اپنے ویسے ہی دن تقسیم کرنا جیسے روزمرہ کے معمول کے دن ہیں اور جب وہ دن گزرے تو اس کے مطابق اپنی پانچ نمازیں پوری کیا کرنا۔

تو جہاں سورج کی ظاہری علامتیں قاصر رہ جائیں کہ وہ ایک دن کے خدوخال کو نمایاں کر سکیں، جہاں سورج کی ظاہری علامتیں عاجز آجائیں کہ دن کو چوبیس گھنٹے کے اندر باندھے رکھیں وہاں نمازوں کے احکامات بدل گئے، وہاں اندازے شروع ہو گئے اور اندازوں کی شریعت نے اجازت دی۔ اور اس میں حکمت ظاہر و باہر ہے۔ اول تو یہ کہ لمبے روزے میں تو سارے ہی شہید ہو جاتے ایک ہی روزے میں۔ اور چھوٹے روزے کا پتہ ہی نہ لگتا کہ کیسے رکھیں۔ وہ ایک تماشا سا بن جاتا۔ مگر جہاں بھی یہ اجنبی دن چڑھتے ہیں خواہ وہ ایک دن کے چوبیس گھنٹے کے دائرے میں بھی رہیں تو قرآن کریم کا کمال یہ ہے۔ عبادت کی علامتیں ایسی بتائی ہیں کہ وہاں علامتیں عبادت کو ان دنوں کے اندر ساکت کر دیتی ہیں اور اندازہ شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی غیر معمولی دن کے لئے ضروری نہیں کہ چوبیس گھنٹے سے لمبا ہو۔ چوبیس گھنٹے سے قریب دن پہنچا ہوا ہو تب بھی وہ ناممکن دن بن جائے گا اور جہاں وہ ناممکن دن بنے گا وہیں اندازہ شروع ہو جائے گا..............۔

بات یہ ہے کہ اگر دن فرض کریں اٹھارہ گھنٹے کا ہو یعنی سورج نکلنے سے (روزے کی بات نہیں کر رہا)۔ دن سورج نکلنے سے سورج غروب ہونے تک اٹھارہ گھنٹے ہوں تو پیچھے چھ گھنٹے کی جو رات رہ جائے گی اس رات میں صبح اور شام کی شفق اتنی پھیل چکی ہو نگی کہ ان کے درمیان سیاہی آئے گی ہی نہیں۔ پس جب سیاہی غائب ہو گئی تو نمازوں کی تقسیم ممکن نہ رہی۔ مغرب کس وقت پڑھیں گے، عشاء کس وقت پڑھیں گے، تہجد کس وقت ہو گی، صبح کس وقت طلوع ہو گی یہ ایک ہی چیز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ہم نے خود یہ ایسے دن دیکھے ہیں۔ جب ہم گرمیوں میں ایک دو سال پہلے ناروے گئے تھے شمال کی طرف تو جہاں چوبیس گھنٹے کا دن شروع ہو چکا تھا وہاں تو بالکل ہی معاملہ اور ہے۔ وہاں تو صبح بھی سورج، دوپہر کو بھی، رات کو بھی، آدھی رات کو بھی، اور سورج نکلے ہوئے میں تہجد پڑھنی پڑتی تھی مگر اندازے کر کے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اصدق الصادقین ہیں، سب سچوں سے بڑھ کر سچے اور یہ ایک بات بھی آپ کی سچائی پر سورج سے بڑھ کر زیادہ روشن گواہ بن جاتی ہے۔ اس اندھیرے زمانے میں اتنی روشنی سے چودہ سو سال بعد کے حالات معلوم کئے اور ان پر روشنی ڈالی۔ اتنی دور تک روشنی ڈالنے والا نبی اس شان کا کوئی دکھاؤ تو سہی۔ فرمایا وہ دن ہونگے جب بھی وہ دن عام عادت سے بدل چکے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہے روزمرہ کے عادی دنوں کے مطابق اندازے کرنا۔ عادی دن وہ ہیں جن میں پانچ نمازیں سورج کی علامتوں کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز کی جا سکتی ہیں۔ جہاں وہ نمازیں ممتاز نہیں ہو سکتیں وہاں اندازہ شروع۔ اور پھر کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔

تو اس لئے یہ قرآن کریم کا کمال ہے کہ رمضان مبارک کو چاند کے ساتھ جو باندھا ہے اب میں اس طرف واپس آرہا ہوں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ مہینہ جگہ جگہ بدلتا رہتا ہے۔ کبھی یہ جنوب والے لوگوں کے لئے آسان ہو جاتا ہے، کبھی شمال والوں کے لئے۔ پس ایسے موقع پر اگر یہ سورج والا مہینہ ہوتا تو بعض لوگوں پر ہمیشہ بہت ہی سخت رہتا۔ لمبے سے لمبا دن اور پُر آزار دن جس میں گرمی سے لوگوں کی زبانیں سوکھ جاتیں اور تڑپ تڑپ کے بعض جان دے دیتے۔ ہمیشہ مسلسل ایسی ہی تکلیف لے کر ان کے لئے آتا۔ اور بعض جگہ اتنا چھوٹا ہوتا اور موسم بھی ٹھنڈا کہ ان کو پتہ بھی نہ لگتا بلکہ ان کے لئے یہ مصیبت ہوتی کہ کھائیں کیسے۔ ایک روزہ افطار بھی کریں اور سحر بھی کریں، بیچ میں تہجد بھی پڑھیں۔ چند گھنٹوں کے اندر یہ ممکن نہیں ہے۔ پس کتنے گھنٹے کے لئے ممکن ہے اس کی علامتیں ساتھ بیان فرما دی گئیں کہ جہاں سورج کی علامتوں سے عبادتیں کھل کے واضح ہوں، جہاں رمضان پر یہ بات صادق آئے کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے ممتاز ہو سکے وہ دن معمول کے دن ہیں۔ جہاں ان میں سے کوئی علامت اطلاق نہ پائے وہاں تم نے اندازے کرنے ہیں..............۔ معمول کے دن قرآن کی تعریف سے یہ بنیں گے کہ جن دنوں میں صبح کی سفیدی اور شام کی شفق کے درمیان ایک اندھیرا حائل ہو تاکہ قرآن کریم کی یہ بات پوری اتر سکے کہ سفید دھاگہ کالے دھاگے سے الگ ہو جائے۔ اور اگر دونوں دھاگے ہی سفید ہوں تو پھر الگ کیسے ہونگے۔

اس لئے تمام جماعتوں میں علماء کے ایسے بورڈ بنانے چاہئیں ان تمام جماعتوں میں جو یا جنوب کے زیادہ قریب ہیں یا شمال کے زیادہ قریب ہیں تاکہ اپنی اپنی جماعتوں کی راہنمائی کر سکیں۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ایک ہی ملک میں بعض دفعہ ایک رمضان ایک جگہ غیر معمولی ہو جاتا ہے، دوسری جگہ معمولی رہتا ہے اور جتنا شمال کی طرف یا جنوب کی طرف جائیں گے اتنا ہی ایک ملک کے اندر رہتے ہوئے بھی تفریق کرنی پڑتی ہے۔ پس بجائے اس کے کہ آپ ہر بات مرکز سے لکھ کر ہم سے حساب کروائیں آبزرویٹری (Observatory) جو بھی ہے، جو بھی ان کی رصد گاہیں بنی ہوئی ہیں جہاں سے وہ زمین و آسمان کا مطالعہ کرتے ہیں یعنی موسمیات کے دفتر اور ان کے محکمے ان سے مشورہ کر کے تو مختلف جماعتوں کے لئے رمضان سے پہلے ہی ان کے شیڈول (Schedule) بنانے چاہئیں۔ اور بتانا چاہئے کہ فلاں جماعت کا معمول کا رمضان فلاں دن سے فلاں دن تک ہے اور فلاں دن سے فلاں دن تک کا جو رمضان کا حصہ ہے وہ معمول سے نکل گیا ہے اس لئے وہاں آپ کو قرآن کریم اختیار دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے جو قرآن کا مفہوم سمجھا، اور وہی درست ہے، وہ آپ کو اختیار دیتا ہے کہ اندازے کے مطابق اپنی نمازوں کو بھی تقسیم کریں اور روزوں کے وقت بھی مقرر کریں۔

اور ایسی صورت میں دو طریق ہیں۔ دونوں میں سے ایک آپ اختیار کر سکتے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ معمول کے دن کے روزوں سے مراد بارہ گھنٹے کا دن بارہ گھنٹے کی رات لے لی جائے جو وسطی ہے۔ لیکن اگر یوں کریں گے تو ان دنوں کا ملک کے باقی دنوں سے بہت زیادہ فرق ہو جائے گا۔ اور جہاں بھی معمول کے دنوں کا غیر معمولی دنوں سے جوڑ ہوگا وہاں تفریق بہت بڑی ہو جائے گی۔ اس لئے دوسرا جو طریق ہے جو میرے نزدیک زیادہ مناسب ہے وہ یہ ہے کہ اپنے سے قریب تر معمول کے دنوں کے مطابق عمل کریں۔ یعنی اگر ساٹھ یا ستر ڈگری شمال پر ایک ملک کا کوئی شہر آباد ہے اور اس ملک کا ایک حصہ پچاس ڈگری یا چالیس ڈگری شمال پر بھی ہے اگر ایک سال میں جو جنوبی حصہ ہے اس کا سارا رمضان معمول کا رمضان ہے یعنی سورج کی علامتیں اور چاند کی علامتیں پوری اس پر صادق آرہی ہیں اور شمالی حصے پر صادق نہیں آرہیں تو بجائے اس کے کہ وہ چھلانگ لگا کر خط استواء تک پہنچے اور وہاں کا معمول پکڑے، عقل تقاضا کرتی ہے کہ اپنے ہی ملک میں جو قریب تر جگہ ہے جہاں معمول کے روزے چل رہے ہیں ان کے اندازے کے مطابق اپنے روزوں کے اندازے کر لیا کرے۔ تہجد کا وقت بھی اس کے مطابق کرے اور سحری کا وقت بھی اور افطاری کا وقت بھی۔ اور اس طریق پر انشاء اللہ تمام جماعت اسلامی کو وقت کے اختلاف کے باوجود بھی ایک وحدت ضرور نصیب ہو گی۔ اور وحدت کے مختلف رنگ ہیں۔

ایک وحدت یہ ہے کہ ایک ہی اصول کے مطابق سب چلیں۔ نئے اصول اپنی اپنی جگہ الگ نہ گھڑیں۔ قرآن کریم نے جو اصول بنایا ہے وہ بڑا واضح اور قطعی ہے جو میں آپ کے سامنے کھول چکا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اس کا مطلب سمجھا اور دنیا پر خوب کھول دیا اس کے بعد آپ اس اصول پر عمل کریں۔ پھر خواہ کسی کا رمضان کسی اور دن شروع ہو اور کسی کا اور دن شروع ہو وحدت میں فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ وحدت توحید کے اطاعت سے وابستہ ہے۔ انسانی گھڑیوں کے حساب سے وحدت نہیں بنائی جا سکتی۔ اتنا فرق پڑ جاتا ہے زمین کے دَور کی وجہ سے کہ ایک دن یہاں جمعہ ہے تو ایک ایسی جگہ ہے جہاں جمعرات ہے۔ اور اسی وقت ایک جگہ ایسی ہے جہاں ہفتہ طلوع ہو چکا ہے۔ تو زبردستی وحدت کیسے آپ بنائیں گے۔ توحید کے خلاف چل کر وحدت بنائی جا سکتی ہے؟ جس خدا نے پیدا کیا ہے اس کی غلامی میں وحدت بنے گی، اس سے ہٹ کر نہیں بن سکتی۔ پس اس کے قوانین کو سمجھنا اور ان پر ایک اصول کے مطابق تمام دنیا میں یکساں عمل کرنا۔ پھر اگر وقت تبدیل بھی ہوں تو وحدت نہیں ٹوٹ سکتی۔ کیونکہ اللہ کے احکام کے تابع آپ منسلک رہیں گے، ایک لڑی میں منسلک رہیں گے۔ کوئی آپ کو الگ نہیں کر سکتا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹/جنوری ۱۹۹۶ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن جلد ۳
شمارہ ۱۰ ۸/مارچ ۱۹۹۶ء)

مری رات دن بس یہی اک صدا ہے
کہ اس عالَم کون کا اک خدا ہے
اسی نے ہے پیدا کیا اس جہاں کو
ستاروں کو سورج کو اور آسماں کو
وہ ہے ایک اس کا نہیں کوئی ہمسر
وہ مالک ہے سب کا وہ حاکم ہے سب پر
(کلام محمود)

اخبار بدر میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (مینجر)

خطبہ جمعہ

قرآن سے ہی گھروں کی آبادی ہے۔ جس گھر میں قرآن نہ پڑھا جائے وہ ویران سرائے کی طرح ہوتا ہے

خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے

قرآن کریم کے فضائل اور خوبیوں کے بارہ میں احادیث نبویہ اور مسیح موعود کی نظم و نثر سے اقتباسات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۳؍ دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۳؍ فتح ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُالْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْراً كَبِيْراً﴾ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۰)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے۔ یقیناً یہ قرآن اس (راہ) کی طرف ہدایت دیتا ہے جو سب سے زیادہ قائم رہنے والی ہے اور اُن مومنوں کو جو نیک کام کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر (مقدر) ہے۔

رمضان شریف سے پہلے یہ آخری خطبہ ہے اور آئندہ رمضان شریف انشاء اللہ جمعہ سے ہی شروع ہوگا۔ تو رمضان کے متعلق جو خطبہ دینا تھا اس کے بھی کچھ نوٹس میرے پاس ہیں مگر شاید یہ قرآن کریم کے متعلق جو خطبہ ہے یہ لمبا چلا جائے اس لئے اگلے جمعہ سے جو رمضان کے متعلق جو نوٹس ہیں ان کے مطابق خطبہ دوں گا۔ اس وقت بہر حال قرآن کریم کی فضیلتوں سے متعلق ذکر ہے اور قرآن کریم کی فضیلت کا رمضان سے بہت گہرا تعلق ہے۔ جیسا کہ میں وہ آیت پیش کروں گا آپ کے سامنے قرآن رمضان کے بارہ میں اتارا گیا ہے۔ کوئی ایسی نیکی نہیں جو رمضان میں نہ کی جاتی ہو جس کا قرآن کریم میں ذکر نہ ہو۔ سر دست جو قرآن کے متعلق احادیث ہیں میں ان کا ذکر شروع کرتا ہوں۔

ترمذی کتاب فضائل القرآن میں " کثیر بن مُرّہ الحَضرَمی، عقبہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کریم کو ظاہر کر کے پڑھنے والا ظاہر طور پر صدقہ دینے والے کی طرح ہے اور قرآن کریم کو چھپا کر پڑھنے والا خفیہ طور پر صدقہ دینے والے کی طرح ہے"۔ اب قرآن کریم کو ظاہر طور پر جو پڑھا جاتا ہے بات یہ ہے کہ صبح کے وقت قرآن کریم کی تلاوتیں بلند ہوں اور کثرت کے ساتھ تلاوت کی گونج پھیلے یہ ظاہری صدقہ سے اس لئے مشابہ ہے کہ اس کو دیکھ کر قرآن کریم کی عادت پڑتی ہے۔

قادیان میں مجھے یاد ہے ہمیشہ صبح کے وقت نماز کے بعد بکثرت قرآن کریم کی تلاوت کی آوازیں آیا کرتی تھیں۔ کوئی گلی نہیں، کوئی محلہ نہیں جس کے کسی کوچہ میں بھی قرآن کریم کی تلاوت کی آوازیں بلند نہ ہو رہی ہوں اس کو دیکھ کر بچپن ہی سے قرآن کریم کی تلاوت کا شوق لوگوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ پس یہ وہ ایسا صدقہ ہے جو ظاہر میں دیا جائے مگر خدا کی خاطر دیا جاتا ہے اس لئے اس کا بہت فائدہ پہنچتا ہے۔

اور قرآن کریم کو چھپا کر پڑھنے والا۔ بعض دفعہ لوگ اپنی نیکی کو چھپاتے ہیں اور قرآن کریم کو چھپا کر پڑھتے ہیں وہ بھی بہت مقبول ہے بلکہ بعض پہلوؤں سے عام صدقہ سے زیادہ مقبول ہے۔ قرآن کریم چھپا کر پڑھنے والا خفیہ طور پر صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔ یہ خفیہ نیکی کا مزاج آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پیدا کیا یہاں تک کہ بعض دفعہ لوگ راتوں کو چھپ کر نیکی کیا کرتے تھے۔ اتنا چھپ کر کہ صدقہ دیتے وقت ان کو پتہ نہ لگے کہ کون صدقہ دے گیا ہے اور یہ بھی نہ پتہ لگے کہ کس کو صدقہ دے رہے ہیں۔ تو بعض دفعہ کسی امیر آدمی کو صدقہ دے دیا کرتے تھے اور لوگ ہنس ہنس کے باتیں کیا کرتے تھے کہ لو جی فلاں شخص کو رات کے اندھیرے میں ایک آدمی صدقہ دے گیا۔ بعض دفعہ چوروں کو صدقہ دے دیا کرتے تھے مگر خدا کے نزدیک بہر حال ایک یہ چھپی ہوئی نیکی تھی اور قرآن کریم کو اس نیت سے چھپا کر پڑھنا کہ چرچا نہ ہو یہ بھی اسی قسم کی نیکی ہے۔

تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کرنے کے خلاف انتباہ

"عبداللہ بن عمرو آنحضرت صلی اللہ وعلیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کریم تین سے کم میں پڑھا اس نے اسے سمجھا ہی نہیں"۔ یہ اب قرآن کریم کی بار بار تلاوت کا وقت آ رہا ہے اس لئے اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ بعض لوگ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن کو بہت زیادہ پڑھ جائیں اور تین دن سے کم میں پڑھنا نامناسب ہے اور بے معنی ہے۔ تین دن میں بھی وہی لوگ تلاوت کر سکتے ہیں جو بہت زیادہ گہرے فکر کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں اور جن کا دن رات اور کوئی مشغلہ نہ ہو مگر عام آدمی کے لئے جنہوں نے دوسرے کام بھی کرنے ہیں تین دن میں قرآن کریم ختم کرنا تو بالکل ممکن نہیں ہے۔ اگر کرے گا تو طوطے کی طرح رٹا ہوا پڑھے گا لیکن اس کے دل پر قرآن کریم اثر نہیں کرے گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کے خلاف واضح انتباہ فرمایا ہے۔

ایک اور بات بہت ہی پیاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ ہر بات ہی پیاری ہے مگر اس میں بڑی حکمت ہے اور آدمی عام طور پر سوچ نہیں سکتا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نفسیاتی لحاظ سے دلوں پر گہری نظر ہوا کرتی تھی۔ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "اس وقت تک قرآن پڑھو جب تک تمہارے دل مانوس رہیں اور جب انقباض پیدا ہو جائے تو اس سے رُک جاؤ"۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن)۔ تو قرآن کریم سے بھی انقباض پیدا ہو سکتا ہے ان معنوں میں نہیں کہ قرآن کے مفہوم سے انقباض بلکہ پڑھتے پڑھتے آدمی تھک سکتا ہے اور پھر زبردستی کر کے پڑھنا شروع کرے یہ جائز نہیں ہے۔ بعض دفعہ نیند کا غلبہ آ جاتا ہے اور اس وقت انسان سمجھتا ہے کہ اب مجھ میں طاقت نہیں رہی تو اس وقت ہاتھ اٹھا لینا چاہئے اور جب طبیعت پوری طرح حاضر ہو اس وقت قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "جس کے دامن میں قرآن کریم میں سے کچھ نہیں وہ ایک ویران گھر کی طرح ہے"۔ قرآن سے ہی گھروں کی آبادی ہے اگر قرآن نہ پڑھا جائے کسی گھر میں تو وہ ایک ویران سرائے کی طرح ہوتا ہے اور ایسے گھر ایمان سے ہر قسم کی نعمتوں سے عاری رہتے ہیں۔

ترمذی کتاب فضائل القرآن میں صہیب سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "جس نے قرآن کریم کے محرمات کو حلال سمجھ لیا اس کا قرآن پر کوئی ایمان نہیں"۔ قرآن کریم نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ اگر کوئی اس کو حلال سمجھتا ہے تو وہ نفس کے بہانے ہیں، اس کا قرآن پر کوئی ایمان نہیں۔

مومن اور منافق کے قرآن کریم پڑھنے کی مثال

ایک لمبی روایت ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم

پڑھتا اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال چکوترہ کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے"۔ میں نے یہ تحقیق کی کہ چکوترہ عرب میں ملتا بھی تھا کہ نہیں تو اس وقت پتہ چلا کہ شام میں بہت اچھا چکوترہ ہوتا ہے۔ وہاں سے عربوں میں بھی چکوترہ بھیجا جاتا تھا تجارت کے مال میں۔ تو چکوترہ میں جو خوبی بیان فرمارہے ہیں رسول اللہ ﷺ وہ یہ ہے۔ مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ "اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی طرح ہے اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں"۔ خوشبو میں اپنی ایک لذت ہوتی ہے۔ کھجور میں مزہ تو ہے، مٹھاس ہے، غذا پوری ہے مگر خوشبو نہیں ہوتی۔ "اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے" مگر منافقت سے پڑھتا ہے اس کی مثال "رَیْحَان کی طرح ہے۔ ریحان نیاز بو کو کہتے ہیں جو ایک خوشبودار پودا ہے۔ "اس کی خوشبو تو عمدہ ہے لیکن مزا سخت کڑوا ہوتا ہے"۔ تو منافق جو قرآن پڑھتا ہے وہ چھپاتا ہے اس بات کو کہ اس کے دل میں قرآن پڑھنے سے کڑواہٹ پیدا ہوتی ہے اور بظاہر اس کی خوشبو پھیلتی ہے لیکن وہ خوشبو ظاہری ہے حقیقی نہیں ہے۔ سننے والے کے دل میں تو قرآن کریم کی خوشبو پہنچ جائے گی مگر منافق کے دل کو سوائے کڑواہٹ کے اور کچھ نصیب نہیں ہوگا۔

"اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا تُمّہ کی طرح ہے۔ اس کا مزا بھی کڑوا ہے"۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ "یا (حضورؐ نے فرمایا کہ اس کا مزہ) خبیث ہے اور اس کی خوشبو بھی کڑوی ہے"۔ تمّے کا پودا ہمارے صحراؤں میں اگتا ہے اور ربوہ کے گرد جو پہاڑیاں ہیں ریتلی ان میں بھی تمّہ اگتا ہے۔ تمّہ ایک ایسی خبیث چیز ہے کہ اگر تھوڑا سا ہاتھ بھی لگ جائے تو ہاتھ کڑوا ہو جاتا ہے اور کافی دیر اس کو اچھی طرح صاف کرنا پڑتا ہے اور پھر اس میں بدبو بھی ہوتی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قرآن کے تعلق میں ایسی مثالیں بیان کی ہیں جن سے قرآن کریم میں ہر قسم کے پڑھنے والوں کا ذکر مل جاتا ہے۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات قرآن شریف سے متعلق پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں "لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکاتِ الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اُترتے ہیں اور معارف اور نکات اُن کے منہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکّل ان کو عطا ہوتا ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے ...... اور ایک لذیذ محبّتِ الٰہی جو لذّتِ وصال سے پرورش یاب ہے اُن کے دلوں میں رکھی جاتی ہے"۔

"ایک لذیذ محبّتِ الٰہی جو لذّتِ وصال سے پرورس یاب ہے"۔ اب یہ عام اردو دان کو سمجھ نہیں آسکتی یعنی عام سادہ لوح جن کو اردو بہت کم آتی ہے۔ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یافتہ ہے محبت تو ہوتی ہے لیکن وصال کے وقت جو محبت دل سے اچھلتی ہے اس کی مثال ہی بیان نہیں کی جاسکتی۔ وہ خود اپنی مثال ہوتی ہے۔ تو اللہ کا وصال جس کو میسر ہو اس کے دل سے جو محبت اچھلتی ہے اس کی بات ہی اور ہے۔

"اگر ان کے وجود کو ہاونِ مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو اُن کا عرق بجز حُبِ الٰہی کے اَور کچھ نہیں"۔ یعنی ہر قسم کی مصیبتوں میں سے ان کو گزارا جائے، ان کا نچوڑ نکل جائے تو وہ جو نچوڑ ہوگا وہ بھی محبت الٰہی ہوگا اس کے سوا کچھ بھی نہیں ملے گا۔

"دُنیا اُن سے ناواقف اور وہ دُنیا سے دُور تر و بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں"۔ اللہ تعالیٰ ان سے ویسا ہی عجیب معاملہ کرتا ہے جیسے وہ اللہ تعالیٰ سے عجیب تعلق رکھتے ہیں۔ "اُنہیں یہ ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے"۔ انہی کو حقیقت میں خدا پر اعتماد ہوتا ہے کیونکہ ہر وقت وہ اس سے ملتے رہتے ہیں۔ "اُنہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے"۔ اور ملنے والا بھی ایک ہی ہے اس میں کوئی دوئی کی بو نہیں۔ "جب وہ دُعا کرتے ہیں تو وہ اُن کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ ان کو جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ اُن کی طرف دَوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے۔ اور اُن کے در و دیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور وہ ہر یک میدان میں اُن کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے اور وہ اُن کا ہے"۔ (سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۲،۲۳)

خوش الحانی سے قرآن کریم پڑھنا بھی عبادت ہے

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا۔ خوش الحانی سے قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا "خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے اور بدعات جو اس کے ساتھ ملا لیتے ہیں وہ اس عبادت کو ضائع کر دیتی ہیں۔ بدعات نکال نکال کر ان لوگوں نے کام خراب کیا ہے۔"

(الحکم جلد ۷، نمبر ۱۱، صفحہ ۵۔ بتاریخ ۲۴ / مارچ ۱۹۰۳ء)

مراد یہ ہے کہ تلاوت خوش الحانی سے پڑھنا تو بہت اچھی بات ہے مگر دکھاوے کے لئے نہ ہو اور مختلف مواقع پر کسی کو قرآن پڑھ کے مردے کو بخشا جارہا ہے، کسی مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے کے لئے تلاوت اونچی کی جارہی ہے، یہ ایسے لوگ اس منافق کی طرح ہیں جس سے خوشبو تو نکلتی ہے مگر لوگوں کے لئے ہے اس کے دل میں کڑواہٹ ہی ہوتی ہے، اس کو کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ پس بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ خوش الحانی سے قرآن پڑھا جائے تو اخلاص کے ساتھ پڑھا جائے۔ خوش الحانی کی نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے رسول نے ہدایت فرمائی ہے کہ قرآن خوش الحانی سے پڑھا جائے اور درد کے ساتھ پڑھا جائے۔

یہ دو باتیں ہیں جن کو مضبوطی سے پکڑ لینا چاہئے۔ پس بدعات سے توبہ کرتے ہوئے اگر خوش الحانی سے تلاوت قرآن کی جائے تو یہ بہت اچھا ہے۔

اب آہستہ پڑھنے میں جو حکمت ہے وہ یہ ہے کہ تین دن کے اندر یا اس سے جلدی قرآن کریم جو پڑھے گا وہ تدبر کر ہی نہیں سکتا۔ بعض دفعہ ایک آیت پر کافی دیر تک ٹھہرنا پڑتا ہے، غور کرنا پڑتا ہے، اس کے مضامین کو سونگھ کر، اس کی خوشبو لے کر، اس کی گہرائی میں اتر کر، اس کے اندرونی باطن میں نظر ڈال کر جب انسان کو قرآن کریم کی لذت آتی ہے تو اس میں وقت بھی تو لگتا ہے یونہی افراتفری سے قرآن کریم پڑھنے سے یہ چیزیں نصیب نہیں ہو سکتیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "قرآن شریف تدبّر و فکر سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ رُبَّ قَارِئٍ یَلْعَنُهُ الْقُرْاٰنُ. یعنی بہت سے ایسے قرآن کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جائے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جائے۔ اور تدبّر اور غور سے پڑھنا چاہئے اور پھر اس پر عمل کیا جاوے"۔ (الحکم. ۲۴ / مارچ ۱۹۰۶ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اسی طرح قرآن پڑھا کرتے تھے اور ایک حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شَیَّبَتْنِی الْھُوْدُ، مجھے سورۃ ہود کی تلاوت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ اب لوگ دنیا کے غم سے بوڑھے ہوتے ہیں اور بال سفید ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ہود کی قوم پر جو عذاب نازل ہوئے تھے اس کے تذکرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اتنا شدید دکھ پہنچایا کہ اس کی وجہ سے آپ بوڑھے ہو گئے اور فرماتے ہیں میں اسی وجہ سے بوڑھا ہوا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں تو بے شمار طاقتیں تھیں یعنی جسمانی طاقتیں بھی آپ کی عام دنیا کی طاقتوں سے نمایاں طور پر ممتاز تھیں۔

قرآن شریف کے حقائق و معارف انبیائے بنی اسرائیل کا مثیل بنادیتے ہیں

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف اِس اُمّت کو دیا ہے۔ جو شخص ان حقائق اور معارف کو پالیتا ہے جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں اور جو حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہیں، اسے وہ علم ملتا ہے جو اس کو انبیائے بنی اسرائیل کا مثیل بنادیتا ہے ......"۔ تو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل یہ حدیث تو آپ لوگوں نے بارہا سنی ہوگی انبیاء بنی اسرائیل کے مثیل تو ہوتے ہیں مگر ان سے افضل ہوتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور دیگر خلفاء کی بات دیکھیں تو ان کی شان کا کوئی بنی اسرائیل کا نبی دکھائیں تو سہی نکال کے۔ اس لئے یہ یونہی مسلمانوں میں احساس کمتری پیدا ہو چکا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں بنی اسرائیل کے انبیاء امت کے نیک دل خشیت کرنے والے علماء سے بہت اونچا درجہ رکھتے ہیں، یہ درست نہیں ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل بنادیتا ہے۔

اب مثیل سے ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ان کے برابر بنادیتا ہے مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حضرت موسیٰ کا بھی تو مثیل بیان کیا گیا ہے تو وہ حضرت موسیٰ کے برابر تھے؟ بہت فرق تھا۔ حضرت موسیٰ کے طور اور اس کی بلندی کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حاصل کی اس کا تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ پس مشابہ ہونا اور بات ہے مگر مشابہت میں ایک کو دوسرے پر برتری، یہ بھی ایک خاص مضمون ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت کو ہر دوسری امت پر اس کے مشابہ ہونے کے باوجود برتری عطا فرمائی گئی۔

"مسلمانوں نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت اُن کے پاس تھی جو اُن کو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کی پاک تعلیموں کی پرواہ نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دُور جا پڑے ہیں"۔ (الحکم ۱۷ / تا ۲۴ / اگست ۱۹۰۲ء)۔

"یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے۔ اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے"۔ جہاں جہاں کسی بدی کا ذکر کیا ہے غور سے پڑھ کر دیکھیں وہیں اس کو دور کرنے کا طریقہ بھی قرآن کریم میں درج ہے۔ "اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو"۔ (الحکم ۱۷ / جنوری ۱۹۰۷ء)

ارشاد نبویؐ
خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰے
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگو لین کلکتہ 700001
دکان- 248-1652, 248-5222
رہائش- 243-0794, 27-0471

اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے۔ "هُدًى لِلْمُتَّقِينَ. قرآن بھی اُنہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں"۔ تقویٰ کے متعلق میں نے بارہا ذکر کیا ہے کہ ایک اندرونی دل کا تقویٰ ہوتا ہے کہ سچی بات کو قبول کرنے کے لئے دل آمادہ ہو اور ایک وہ تقویٰ ہوتا ہے جو ترقی کر کے انکو متقیوں کا سردار بنا دیتا ہے۔ تو یہ تقویٰ کی مختلف قسمیں یا مختلف مراتب ہیں جو ادنیٰ انسان سے شروع ہو کر مگر اس سے جو سچائی کا طالب ہو اوپر تک، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک انسان کو پہنچاتے ہیں۔ "قرآن بھی انہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ ابتداء میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بُخل سے قرآن شریف کو نہ دیکھیں بلکہ نُورِ قلب کا تقویٰ ساتھ لے کر صدق نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں"۔(الحکم ۳۱/اگست ۱۹۰۱ء)

پھر علوم کی ترقی کے تعلق میں بیان فرمایا "جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے"۔(الحکم ۱۷/ جولائی ۱۹۰۲ء)

قرآن کریم کے معارف کو پوچھنے میں انکساری چاہئے۔ انسان اپنے آپ کو اتنا بڑا نہ سمجھے کہ گویا مجھے سب معارف آتے ہیں یہ بالکل غلط اور جھوٹ بات ہے۔ کسی بھی مقام پر آپ پہنچ جائیں آپ کو مجبوراً یعنی بشری مجبوری کی وجہ سے بظاہر کم علم رکھنے والوں کی طرف جھکنا پڑتا ہے اور بعض دفعہ وہ بہت بڑی نکتے کی بات بتا دیتے ہیں۔ تو ساری عمر انسان تعلیم ہی حاصل کرتا رہتا ہے، کوئی وقت بھی ایسا نہیں جب وہ قرآنی تعلیم سے اپنے آپ کو اونچا سمجھے۔

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو

آپ فرماتے ہیں: "یاد رکھو کہ قرآن کریم کے پانسو کے قریب حکم ہیں۔ اور اس نے تمہارے ہر ایک عُضو اور ہر ایک قوّت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے"۔ اب اس کے ہر ایک لفظ کی تشریح کی جائے تو کافی لمبا مضمون چل جائے گا لیکن جتنی بھی انسان کی ضرورتیں ہیں یہ خلاصہ سمجھ لیں کہ ہر ضرورت کے متعلق تعلیم قرآن کریم نے دی ہے، ہر مزاج کے متعلق تعلیم دی ہے، ہر شخص کی ضرورت کے متعلق تعلیم دی ہے غرضیکہ بہت بڑی دعوت ہے جو قرآن کریم نے کی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں "ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ" اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ اب دنیا کے کھانے تو لوگ کھاتے ہیں اور پیٹ بھی خراب کر لیتے ہیں زیادہ کھا کھا کے اور بعض دفعہ رمضان میں بھی خوب کھانے پر زور ہوتا ہے لیکن جو روحانی دعوت خدا نے کی ہوئی ہے اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ روحانی دعوت کا مزہ یہ ہے کہ پیٹ خراب ہو ہی نہیں سکتا۔ جتنا کھاؤ اتنی ہی اس کی اشتہاء بڑھتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ دلوں کو اور بھی زیادہ اس دعوت سے سیر کرتا ہے۔ "جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے، مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھو"۔(ازالہ اوہام، حصہ دوم صفحہ ۳۳۶)

. یہاں لوگوں کو میں کئی دفعہ سمجھا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام بہت اعلیٰ درجہ کا معیار حاصل کرنے کی خاطر ہے لوگوں کو ڈرانے کے لئے نہیں ہے۔ "سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا"۔ کون؟ جو پانچ سو حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے۔ اب اپنی زندگیوں پہ غور کر کے دیکھ لیں ہم میں سے کوئی بڑے سے بڑا متقی بھی ہوگا تو وہ دل پہ غور کر کے صداقت سے اگر بات کرے گا تو یہی کہے گا کہ میں نے بہت سے حکموں کو ٹالا ہے اور ہر روز انسان بعض حکموں کو ٹال دیتا ہے اس کو پتہ بھی نہیں لگتا۔ تو نتیجہ جو ہے وہ بہت پیارا ہے۔ وہ یہ کہ دین العجائز اختیار کرو جس طرح بوڑھی عورتیں ایمان لاتی ہیں اور کوئی ان کے ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتا ناممکن ہے کہ وہ ایمان ہل جائے، اپنے خدا پر وہ کامل ایمان رکھتی ہیں مگر عِلم نہیں رکھتیں اور تفصیل کے ساتھ بحث نہیں کر سکتیں مگر ایمان ان کو کامل ہوتا ہے۔ پس قرآن پر ایسا ایمان کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھو اور قرآن کریم کا جُوا اپنے کندھے پر رکھنے میں مسکینی اختیار کرو پھر اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق عطا فرمائے گا کہ تم رفتہ رفتہ سارے قرآنی احکام پر عمل کرنا شروع کر دو گے۔

اب یہاں پانچ سو کا ذکر تھا اب اس جگہ سات سو کا ذکر ہے۔ "جو شخص قرآن کریم کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ باقی سب اسی کے ظِل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو، ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو"۔(کشتی نوح صفحہ ۲۴)

اب پانچ سو حکم ہیں یا سات سو حکم ہیں اس کے متعلق جو میں نے تحقیق کی ہے بہت سے علماء نے سات سو حکم بیان کئے ہیں اور کئی علماء نے پانچ سو کا بھی ذکر کیا ہے تو اس ضمن میں میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی کہ وہ تمام قرآن کریم کے احکام و منہیات کو اکٹھا کریں۔ یہاں جو حکموں کی بات ہو رہی ہے تو اس میں منہیات کے حکم بھی شامل ہیں تو وہ تمام اکٹھا کریں اور پھر دیکھا جائے کل کتنے حکم بنتے ہیں۔ تو اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے میں نے کوشش شروع کی اور علماء سے بھی مدد مانگی اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے میرے ساتھ بہت محنت کی اور ہم نے ایک ایک لفظ قرآن کا پڑھ کر آخر تک جہاں تک ذہن گیا کہ یہ حکم ہے یا مناہی ہے اس کی وضاحت کی۔ اب اس کی دوہرائی شروع کی ہوئی ہے۔ ہمارے بعض علماء نے مومن صاحب بھی اس میں ہیں، مجید عامر صاحب اور نصیر قمر صاحب۔ تو وہ دیکھ رہے ہیں کہ کوئی حکم رہ تو نہیں گیا غلطی سے اور جو حکم ہے اس کی گنتی بھی ساتھ ساتھ کر رہے ہیں۔ اول تو اکثر جگہ وہ حکم موجود ہے۔ تو ہم دوسری طرح یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے قرآن پر جو نشان لگائے تھے احکامات کے اس کی رو سے کون کون سے احکام شامل ہیں تو یہ ایک بہت ہی پیاری اور لمبی تحقیق ہے جب یہ مکمل ہو جائے گی تو پھر آخر پر ہمیں پتہ چلے گا کہ قرآن کریم کے احکام کی گنتی کیا ہے اور مناہی کی گنتی کیا ہے اور اس میں انشاء اللہ تعالیٰ پھر جماعت کو بہت فائدہ ہوگا کہ معین طور پر ہر حکم کو پڑھے اور دیکھے کہ کون سا حکم وہ تسلیم کرتا ہے اور عمل کرتا ہے اور کس حکم سے وہ باہر ہے۔

قرآن کریم کے سارے احکامات پر چلنے اور منہیات سے بچنے کی توفیق پانے کی کلید اور قوت دعا ہے

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "قرآن شریف کے تیس سیپارے ہیں۔ اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں۔ لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کونسی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عملدر آمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے"۔ اب یہ سوال ہے جو اچانک کسی سے کیا جائے کوئی کچھ جواب دے گا، کوئی کچھ جواب دے گا لیکن اس جواب کو نہیں پا سکتا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے اور یہ عارف باللہ کا کلام ہے۔ "ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کونسی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عملدرآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے"۔ اب اپنے اپنے دل میں غور کر لیں ابھی میں بتانے لگا ہوں۔

"مگر مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوّت دُعا ہے"۔ کیسا عمدہ جواب ہے۔ دعا کی برکت سے ہی سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ دعا کے بغیر تو کچھ بھی نہیں مل سکتا جتنا مرضی انسان کوشش کرے نہ احکام پر عمل ہو سکتا ہے نہ منہیات سے پرہیز ہو سکتا ہے۔ فرمایا "وہ کلید اور قوّت دُعا ہے۔ دُعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ مَیں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔(الحکم ۲۴/ستمبر ۱۹۰۴ء)

قرآن کریم کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفصیلی بیان دیا ہے اس میں سے چند اقتباسات صرف پیش کئے گئے ہیں قرآن کی محبت میں جو بیانات ہیں ان کو آپ اکٹھا کر کے دیکھیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیانات سب دوسروں پر بھاری ہونگے۔ صرف نثر میں نہیں بلکہ نظم میں بھی۔ اب نعتیہ کلام تو لوگوں کا سنا ہوا ہے اکثر وہ خالی ہوتا ہے کیونکہ معرفت سے عاری ہوتا ہے مگر قرآن کریم کی نعتیں لکھی ہوں، قرآن کریم کی حمد کے ترانے گائے ہوں یہ آپ کو امت محمدیہ میں نہیں ملے گا۔ شاذ ہی کے طور پر ملے گا مگر جہاں تک میں نے غور کیا ہے صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں قرآن کریم کے عشق کے نغمے گائے گئے ہیں۔ اس کے چند نمونے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی کیسی مدح کی ہے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں　　قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

یہ خلاصہ ہے آپ کے کلام کا کہ آپؑ ظاہری طواف تو کعبہ کا نہیں کرتے تھے مگر روحانی طواف قرآن کا کرتے تھے اور قرآن نے جس جس چیز سے روکا اس سے رکتے تھے، جس کا حکم دیا اس پر عمل فرمایا کرتے تھے۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اردو میں ۳۱۴، فارسی میں ۴۸۳، اور عربی میں ۷۴ اشعار خالصتاً قرآن کی مدح میں بیان فرمائے ہیں۔ میں کچھ نمونہ آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ فرمایا:۔

جمال و حسن قرآں نورِ جان ہر مسلماں ہے　　قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز　　اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

GUARANTEED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو — وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
(یعنی بشر کے قول میں درماندگی)

پھر فرماتے ہیں: ـ

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا۔ اجلیٰ کا مطلب ہے زیادہ روشن اور واضح۔

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا — پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

یعنی اللہ تعالیٰ جس سے یہ نوروں کا دریا نکلا ہے وہ بہت پاک ہے۔

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا — ناگہاں غیب سے یہ چشمہ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے — جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

پورا جہان ہے علوم کا بلکہ جو مخفی خزانے ہیں دنیا میں وہ بھی قرآن کریم میں مذکور ہیں، جو خزانے آئندہ ظاہر ہونے والے ہیں وہ بھی مذکور ہیں اس لئے نہ ماضی پر نگاہ ڈال کر آپ کو کوئی خامی ایسی نظر آئے گی جس میں قرآن کریم کو محسوس کریں کہ بیان کرنے سے رہ گیا ہو اور نہ مستقبل میں کوئی ایسی بات ہے تو اول و آخر، ازل اور ابد سب پر یہ قرآن حاوی ہے۔ ـ

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں — مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ — وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں — پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

موسیٰ کے عصا میں کیا قوت تھی؟ وہ مارنے کی قوت تھی جادوگروں کے سانپوں کے سر کچل دیے اس نے۔ لیکن قرآن کریم کو بھی ہم پہلے یہی سمجھے تھے کہ سب جادوگروں کے سانپوں کے سر کچلنے والا ہے، ان کے فریب کے سر کچلنے والا ہے لیکن "پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا"۔ مسیح مشہور ہیں زندہ کرنے میں۔ قرآن کریم صرف مارتا ہی نہیں بلکہ زندہ کرتا ہے۔ تو بہت ہی خوبصورت یہ ایک موازنہ ہے قرآن کریم کا دوسری کتابوں کے ساتھ۔ پہلی کتابوں میں مارنے کا تو ذکر ہو گا مگر ایسا زندہ کرنے کا ذکر نہیں جیسے قرآن کریم میں موجود ہے اور موسیٰ کے عصا اور مسیحا کے لفظ کو اکٹھا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فصاحت وبلاغت کا کمال کر دیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں ـ

شکر خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں — غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے
کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا — دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے
کہتے ہیں حسن یوسف دلکش بہت تھا لیکن — خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں۔ یہ خلاصہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں — قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

پھر فرماتے ہیں۔

ہے شکر رب عزوجل خارج از بیاں — جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

اگر قرآن نہ ہوتا تو حقیقت میں خدا کا کوئی نشان بھی نہ ملتا جو پہلوں نے بیان کیا تھا وہ بھی مٹا دیا گیا سب کچھ۔ سوائے دہریت کے دنیا پہ کسی چیز کا راج نہ ہوتا مگر قرآن کریم نے خدا کا ایسا ذکر کیا ہے جو ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور ابد الآباد تک رہے گا۔

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں — ہو گی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

سورج کی روشنی سے ساری دنیا منور ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی روشنی سے کل عالمین منور ہیں۔ پس ہزار آفتاب میں بھی حقیقت میں وہ روشنی نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نورانی چہرہ سے نمایاں ہوتی ہے ـ اس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا"۔ آپ کے چہرے میں خدا دکھائی دیتا ہے"۔ شیطاں کا مکر و وسوسہ بے کار ہو گیا"۔

قرآں خدا نما ہے، خدا کا کلام ہے — بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
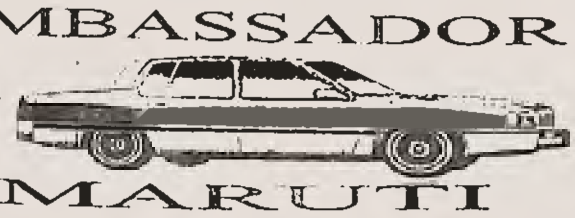
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY,
KANPUR-1- PIN 208001

اب چونکہ وقت زیادہ ہو رہا ہے میں چند نمونے عربی اور فارسی کے اشعار کے آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں اور انشاء اللہ میرا خیال ہے کہ اگلے خطبہ میں ہی رمضان کی باتیں کی جائیں گی۔ آج میں اس خطبے کے اختتام پر اس آیت کی تلاوت کروں گا جو رمضان سے متعلق ہے پھر آئندہ اسی آیت کی تشریح میں اگلے جمعہ میں رمضان کا ذکر ہو گا۔ الحمد للہ کہ اس دفعہ کا رمضان جمعۃ المبارک سے شروع ہو رہا ہے۔ پہلا روزہ جمعہ کے دن ہی ہو گا اور پھر پانچ جمعے آئیں گے اس رمضان میں۔ فرماتے ہیں ـ

وَقَدْ نَوَّرَ الْفُرْقَانُ خَلْقًا بِنُوْرِهٖ — وَلٰكِنَّكُمْ عُمْیٌ فَكَیْفَ اُبَصِّرُ

وَقَدْ نَوَّرَ الْفُرْقَانُ خَلْقًا بِنُوْرِهٖ۔ قرآن نے تو ایک خلقت کو اپنے نور سے منور کر رکھا ہے وَلٰكِنَّكُمْ عُمْیٌ لیکن تم تو اندھے ہو فَكَیْفَ اُبَصِّرُ میں اندھوں کو کیسے دکھا سکوں گا۔ پھر فرماتے ہیں۔

كِتَابٌ كَرِیْمٌ حَازَ كُلَّ فَضِیْلَةٍ وہ ایک عزت والی کتاب ہے جو تمام فضیلتوں کی جامع ہے۔ حَازَ كُلَّ فَضِیْلَةٍ اس نے ہر فضیلت کو سمیٹ لیا ہے اپنے اندر۔ وَیَسْقِیْ كُؤُوْسَ مَعَارِفٍ وَیُوَفِّرُ۔ یہ کتاب معارف کے کوزے پلاتی ہے اور بھر بھر کے پلاتی ہے معارف کے جام یُوَفِّرُ پوری طرح بھر بھر کے دیتی ہے۔

فَیَا عَجَبًا مِنْ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ — اَرٰی اَنَّهٗ دُرٌّ وَمِسْكٌ وَعَنْبَرُ

پس اس کا حسن و جمال کیا ہی عجیب ہے میں تو اس کے موتی کستوری اور عنبر ہی پاتا ہوں

كِتَابٌ كَرِیْمٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ — وَحَیَاتُهٗ یُحْیِی الْقُلُوْبَ وَیُزْهِرُ

كِتَابٌ كَرِیْمٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ اس کی آیتوں میں حکمتیں نچوڑ کر رکھ دی گئی ہیں وَحَیَاتُهٗ یُحْیِی اور قرآن کریم کی زندگی یُحْیِی الْقُلُوْبَ قلوب کو زندہ کرتی ہے وَیُزْهِرُ اور زہار یعنی روشن کر دیتی ہے ان کو

وَاِنَّ كِتَابَ اللّٰهِ بَحْرُ مَعَارِفٍ — وَنَجِدَنَّ فِیْهِ عُیُوْنَ مَا نَسْتَعْذِبُ

وہ بیشک اللہ کی کتاب معارف کا سمندر ہے۔ ہم اس میں ضرور ایسے چشمے پاتے ہیں جنہیں ہم شیریں دیکھتے ہیں۔

اِذَا مَا نَظَرْتُ اِلٰی ضِیَاءِ جَمَالِهٖ — فَاِذَا الْجَمَالُ عَلٰی سَنَا الْبَرْقِ یَغْلِبُ

جب میں نے اس کے جمال کی روشنی کو دیکھا تو ناگاہ اس کا حسن بجلی کی روشنی پر بھی غالب آتا ہوا پایا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور بھی بہت سے شعر ہیں عربی میں اور فارسی میں بھی آپ کے کلام میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں قرآن کا عشق ملتا ہے غرضیکہ اس دور کی جتنی زبانیں جو ہندوستان میں رائج تھیں، ان سب میں قرآن کریم کے عشق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام ملتا ہے اور یہ فضیلت صرف حضور کے حصہ میں آئی ہے دنیا کے تمام علماء اس کی مثال پیش نہیں کر سکتے۔

اس لئے اب چونکہ وقت ہو رہا ہے اگلے دس منٹ میں نمازیں بھی پڑھنی ہیں اور پھر انشاء اللہ خطبے کی تلاوت بھی ہو گی۔ میں اب صرف عربی آیت رمضان کی پڑھ دیتا ہوں آئندہ جس پر خطبہ دیا جائے گا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ۔ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے۔ اب اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کا ایک معنی تو علماء یہ لیتے ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں ہی قرآن شروع کیا گیا تھا مگر جہاں تک میں نے دیکھا ہے احادیث کو، قرآن کریم کے اترنے سے پہلے رمضان نہیں شروع ہوتا تھا تو اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کا پھر کیا مطلب بنے گا۔ قرآن تو اتارا گیا اس کے بعد رمضان شریف آیا ہے تو دراصل فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کا مطلب ہے رمضان کے مہینہ کے متعلق قرآن کریم اتارا گیا ہے اور قرآن کریم میں جتنی مناہی یا جتنے احکام ہیں ان سب کے متعلق رمضان میں تعلیم ہے۔ کوئی بھی ایسی بات نہیں جو اس سے باہر ہو۔ پس رمضان کے متعلق سراسر قرآن کریم اتارا گیا اور اس میں پھر بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ہیں۔ یہ آیت انشاء اللہ اگلے جمعہ میں تلاوت کروں گا اور اسی مضمون پر میں مزید روشنی ڈالوں گا۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا: ایک بات خطبہ کے آخر پر کہنی تھی وہ بھول گیا تھا مجھے یاد آگئی ہے۔ پچھلے دنوں حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی وفات ہوئی پھر ہمارے بھائی مرزا منیر احمد صاحب کی وفات ہوئی۔ ان کی نماز جنازہ غائب میں نے حضرت ام متین کی تو پہلے پڑھائی تھی کل ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی اور یہ تو غم کے کچھ دھاگے تھے ان کے ساتھ ایک خوشی کا دھاگہ بھی لپٹا ہوا تھا میری بیٹی طوبیٰ کی بھی شادی ہوئی تو اب لوگ ان دونوں دھاگوں سے بن بن کے خط لکھ رہے ہیں۔ اکثر خطوں میں ایک طرف تعزیت کا اظہار بھی ہوتا ہے دوسری طرف اس خوشی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

میں پہلے بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ اب میرے پاس وقت نہیں ہے کہ میں تفصیلاً سب کو خط لکھ سکوں لیکن ایک ایک نام غور سے پڑھتا ہوں، ان کا ممنون احسان ہوتا ہوں اور ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ دوسرے لوگوں کو یہ بھی شوق ہے کہ فون کے ذریعہ تعزیت کریں یہ اچھا رواج نہیں ہے۔ جن گھروں میں غم ہو، آج کل تو فون ایسا ہے کہ ہر وقت گھنٹی بجنی اور ایک تعزیت نہ ہوئی مصیبت بن گئی اس لئے فون پر تعزیتیں بند کر دیں اور جو تعزیت کرنی ہے لکھ کر بھیج دیا کریں۔ سب لوگ پڑھتے ہیں۔ دل سے دعا نکلتی ہے اور وقت بے وقت کی مشکل نہیں پڑتی ان کو۔ امید ہے میری اس نصیحت پر آپ عمل کریں گے۔

☆......☆......☆......☆......☆

اتحاد اور اتفاق۔ اُمت مسلمہ کا بنیادی مقصد

از۔ مقصود احمد بھٹی مبلغ بنگلور

گذشتہ کئی دہائیوں سے ہر ایک مسلمان اس بات کو محسوس کر رہا ہے کہ اُمت مسلمہ میں آپسی اختلافات اور خلفشار کی وجہ سے اسلام بدنام ہو رہا ہے وہ اُمت جس کو اللہ تعالیٰ نے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قرار دیا تھا۔ آج اپنے اعمال کی وجہ سے مسلم دہشت گرد اور ایسے ہی دوسرے نا مناسب الفاظ سے اپنی ساکھ ختم کر رہی ہے۔ وہ مذہب جس کے بانی مبانی فخر الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے اپنے اخلاق حسنہ اور اخلاق فاضلہ سے فساد زدہ دنیا کی کایا پلٹی تھی اور آپؐ کے بعد خلافت راشدہ کی برکات کی وجہ سے بڑی سرعت کے ساتھ اسلام پوری دنیا میں پھیلا اور پھولا تھا۔ آج وہی اسلام دجالی طاقتوں کے علاوہ عام دنیا کی نظر میں نفرتوں کا شکار ہو رہا ہے۔ اس کی اہم وجہ اُمت کا آپسی نفاق و تفرقہ بازی ہے کیونکہ باقی مسلمان صحیح روحانی قیادت سے بھی محروم ہیں۔ اس کی تازہ مثال عید کا چاند ہے۔ علماء کی خود غرضی اور مسلکی تقسیموں نے خوشی کے مبارک لمحات کو مٹھی بھر چند علماء نے اُمت کے معصوم مسلمان بھائیوں کو تذبذب و کشمکش میں مبتلاء کر دیا اور کثیر تعداد میں معصوم مسلمان بھائیوں کو روزہ سے بھی محروم رکھا اور عید بھی منانے نہ دی ۳۰ رمضان المبارک کی رات شہر بنگلور والوں کیلئے گذشتہ سال کے چاند سے بھی زیادہ ابتلاء کا باعث بنی یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ رمضان نے جو صبر اور تحمل اور اجتماعیت کا درس دیا تھا۔ وہ ایک دن میں پارہ پارہ ہو کر رہ گیا۔ آج تو اُمت کو آپسی اتحاد اور باہم اتفاق کی اشد ضرورت ہے اس لئے ہر ایک کی کوشش ہونی چاہئے کہ اُمت میں اتحاد اور اتفاق کو قائم کیا جائے کیونکہ اللہ رب العزت کلام پاک میں فرماتا ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ۔ (ال عمران آیت ۱۰۴)

''اور تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو اور اللہ کا احسان جو اُس نے تم پر کیا ہے یاد کرو"۔

پھر فرمایا۔

وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَ ھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ (ال عمران آیت ۱۰۶)

''اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ بنو جو کھلے کھلے نشانات آچکنے کے بعد پراگندہ ہو گئے اور انہوں نے باہم اختلافات پیدا کر لئے۔ اور انہی لوگوں کیلئے (اس دن) بڑا عذاب مقدر ہے"۔

مندرجہ بالا دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپسی اتحاد اور اتفاق کی تعلیم دی ہے آج کھلے نشانات یعنی کامل شریعت ہونے کے باوجود باہم خلفشار ہے۔ نہ صرف اتحاد و اتفاق اور اخوت کا فقدان ہے۔ بلکہ بد قسمتی سے تکفیر بازی کی توپیں چلائی جا رہی ہیں۔ جو پوری اُمت کیلئے لمحہ فکریہ ہے غیر اقوام اس ڈرامہ کو دیکھ کر اپنے اسلام دشمن ہتھکنڈے اپنانے کی پوری کوشش کر رہی ہیں مزید تحریر کئے بغیر خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی احادیث قلم بند کرتا ہوں۔

...... حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ دوسرے کیلئے بھی وہی چیز پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے "یعنی اگر اپنے لئے آرام، سکھ اور بھلائی چاہتا ہے۔ دوسرے کیلئے بھی وہی چاہے۔

(بخاری کتاب الایمان)

...... حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سائے نہیں ہیں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا۔

(مسلم کتاب البر)

...... حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری تین باتیں پسند کرتا ہے اور تین باتیں ناپسند اسے پسند ہے کہ تم اُس کی عبادت کرو۔ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

اتفاق و اتحاد سے رہو اور تفرقہ بازی اختیار نہ کرو اور اسے ناپسند ہے قیل و قال یعنی حجت بازی کثرتِ سوال اور مال ضائع کرنا اور اُس کا بے جا خرچ کرنا۔ (مسلم کتاب الاقضیہ)

...... حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی سے جھگڑے کی طرح نہ ڈالو (یعنی جھگڑا نہ کرو) اور نہ اُس سے بیہودہ تحقیر آمیز مذاق کرو۔ اور نہ اُس سے ایسا وعدہ کرو جسے پورا نہ کر سکو یعنی جھوٹے وعدے نہ کیا کرو۔ (ترمذی ابواب البر والصلۃ)

...... حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اُٹھاتا ہے۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (یعنی اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر حملہ کرتا ہے تو حملہ آور مسلمان نہیں رہتا۔) [ابن ماجہ ابواب الحدود]

اب قابل غور امر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اُٹھاتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس کے برخلاف آج مسلمان آپسی اختلافات کی وجہ سے خون کی ہولیاں کھیل رہے ہیں۔ کہیں شیعہ سنی فسادات تو کہیں سنی دیوبندی اختلافات۔ کیا یہی اسلامی تعلیم اور اسوہ محمدیؐ ہے؟؟ اگر نہیں تو پھر ہمارے علماء اور اکابرین کو اتحاد اور اتفاق کو قائم کرنے کیلئے سب سے پہلے کوشش کرنی چاہئے۔ تاکہ غیر اقوام ہمارے اتحاد کو دیکھ کر سبق حاصل کر سکیں۔ اس اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بانی جماعت احمدیہؑ تحریر فرماتے ہیں۔ سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے۔ اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک سمجھا ہے ایسے ہی عملی طور پر اُس کو دکھانا چاہئے اور اُس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہو جانا چاہئے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ معاملہ تو ابھی دور ہے تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے از خود رفتہ و محو ہو جاؤ کہ بس اُسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ ابھی تم لوگ مخلوق کے حقوق کو بھی کما حقہ ادا نہیں کرتے بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں اور اپنے سے کمزور اور غریب شخص کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں۔ اور بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور ایک دوسرے کی غیبت کرتے اور اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک ہو جاؤ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اُس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا۔ کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا اُس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا"۔ (ملفوظات)

مذکورہ آیات قرآنیہ احادیث سے ایک مسلمان کو یہی پیغام ملتا ہے کہ آپس میں اتحاد اتفاق، باہمی صلہ رحمی، سے زندگی گذارنا ہی حقیقی مقصد ہونا چاہئے۔ اور آج کے دور میں تمام مسلمانوں سے آپسی اختلافات کو ختم کرنے کا واحد ذریعہ آپسی اتحاد اور اتفاق ہے۔ جس کی طرف تمام علماء کو توجہ دینی چاہئے۔ اگر اس موقعہ پر اتحاد اور اتفاق نہ قائم کیا گیا تو غیر اقوام ہمارے اختلافات کو دیکھ کر ناجائز فائدہ اٹھا سکتیں ہیں اس کیلئے ہمیشہ یہ دُعا بھی کرنی چاہئے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِکَ مِنَ الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔

"اے ہمارے اللہ ہمیں ان ظالموں کا تختہ مشق نہ بنا۔ اور ہمیں نجات عطا فرما اپنی رحمت کے ساتھ ان کافروں سے"

اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ کو مامور زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور موجودہ دور میں خلافت حقہ اسلامیہ کی قیادت میں اپنی زندگیاں اتحاد اور اتفاق کے ساتھ گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL
AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

طالب دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

QURESHI ASSOCIATES
Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.
Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992
Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

کمبلہ کاڈ (کیرلہ) میں نئے تبلیغی مرکز کا افتتاح

ملاؤں نے مسلمانوں کو ورغلایا اور شدید مخالفت کی

جمعہ میں خطیبوں کا احمدیوں کے تئیں مکمل بائیکاٹ کا اعلان

☆۔افتتاحی تقریب میں جناب کے کے رام چندرن ایم ایل اے اور دیگر معززین و مذہبی رہنماؤں کی شرکت ☆۔اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کی طرف سے جلسہ عام کا انعقاد۔

☆۔باوجود ملاؤں کے شدید روکنے کے جلسہ میں کثرت سے حاضری۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے کیرلہ کے ضلع ویاناڈ میں واقع کمبلہ کاڈ مقام میں مورخہ 23 جنوری 2000 کو ایک نئے دارالتبلیغ کا افتتاح ہوا۔

کمبلہ کاڈ کیرلہ کے نہایت خوبصورت قدرتی مناظر سے مزین پہاڑی علاقہ میں واقع ہے۔ یہاں حال ہی میں نہایت مستعد اور تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل جماعت کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اب تک وہاں کے صدر محترم ڈاکٹر عبدالکریم صاحب کے مکان سے ملحقہ عارضی ہال مسجد اور دارالتبلیغ کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری اور کیرلہ کے چند مخیّر احباب کی مالی قربانی سے یہاں کے بازار کے قریب ہی برلب سڑک 33 سینٹ قطعۂ زمین خریدا گیا۔ اور وہاں ایک بڑا ہال اور دیگر ضروریات کی تکمیل پر مشتمل دارالتبلیغ تعمیر کیا گیا اور ساتھ ہی قبرستان کیلئے بھی ایک حصہ مخصوص کیا گیا۔

اس کی افتتاحی تقریب میں شرکت کیلئے کیرلہ کے طول و عرض سے بہت سارے احمدی احباب نے سپیشل بس۔ کار وغیرہ کے ذریعہ تشریف لاکر رونق بڑھائی۔

صبح ۱۱ بجے خاکسار کی زیر صدارت یہ تقریب شروع ہوئی مکرم ماسٹر این کنجی احمد صاحب (پنگاڑی) کی تلاوت قرآن مجید کے بعد محترم اے پی کنجا مو صاحب صوبائی امیر نے دارالتبلیغ کا افتتاح کیا آپ نے بتایا کہ جب سے یہاں جماعت قائم ہوئی ہے مسلمانوں نے ان کے علماء کے ورغلانے کے نتیجہ میں شدید مخالفت کی۔ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ چنانچہ پرسوں خطبہ جمعہ میں یہاں کی مسجدوں میں خطیبوں نے احمدیوں کا مکمل بائیکاٹ کرنے کی تلقین کی اور جلسہ میں شرکت کرنے سے بھی منع کیا۔ آپ نے اپنی افتتاحی تقریب میں جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض اور اس کی عالمگیر سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔

اسکے بعد خاکسار نے اپنی ابتدائی صدارتی تقریر میں عالمگیر سطح پر جماعت احمدیہ کے قیام امن اور اخوت و رواداری کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ ہر مذہب کی بنیادی تعلیم توحید باری تعالیٰ اور شفقت علی خلق اللہ پر مبنی ہے چنانچہ اسلام بھی امن عالم کے قیام کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

نیز جماعت احمدیہ دنیا کے 167 ممالک میں جو خدمات بجالارہی ہے اس پر مختصر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے شری کے کے رام چندرن MLA نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ہندوستان جو مختلف مذاہب و اقوام و ملل کی منڈی ہے یہاں ہر مذہب ملت کے درمیان اتفاق کی ضرورت ہے اور کہا کہ مجھے جماعت احمدیہ سے دیرینہ تعلقات ہیں اس کی امن بخش تعلیمات سے میں پوری طرح واقف ہوں۔ آپ نے اس دارالتبلیغ کے قیام پر مبارکباد دی

اس کے بعد شری سوامی برہماچاری اکشیامرت چیتنیا نے تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی عالمگیر امن بخش تعلیمات اور سرگرمیوں کی تعریف کی آخر میں شری پی کے مورلی دھر بھارتیہ Youva Morcha سیکرٹری نے بتایا کہ میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ ایسے بھگت لوگوں کے اجتماع میں شمولیت کی توفیق مل رہی ہے میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ یہاں کے مسلمانوں کے ایک آتنک وادی گروہ کی طرف سے جماعت احمدیہ کو کتنی تکلیف پہنچائی جارہی ہے اور ظلم و ستم کا شکار ہونا پڑ رہا ہے ان مسلمانوں نے اسلام کو بہت بگاڑا ہے ان ہی کی وجہ سے اسلام بہت بدنام ہے۔

انہوں نے بتایا کہ اگر بانی سلسلہ احمدیہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے اس زمانہ میں اوتار بن کر آئے ہیں تو وہ بھگوت گیتا میں شری کرشن کے عین فرمان کے مطابق ہی ہے۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ حضرت محمد (صلعم) کے بعد خدا نے اس سلسلہ کو ہمیشہ کیلئے بند کر دیا ہے دنیا میں جب تک شیطانی طاقتیں موجود ہیں خدا ضرور اپنی طاقت کا مظاہرہ اپنے اوتاروں کے ذریعہ فرماتا رہے گا۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالکریم صاحب صدر جماعت کمبلہ کاڈ نے شکریہ ادا کیا اس افتتاحی تقریب کے آغاز میں محترم ڈاکٹر پی منصور احمد صاحب جنرل سیکرٹری صوبائی مجلس عاملہ نے استقبالیہ خطاب کیا۔

جلسہ عام

اسی دن شام کو 5 بجے کمبلہ کاڈ بازار میں خاکسار کی زیر صدارت ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ خاکسار کے علاوہ مکرم مولوی محمد اُنی صاحب مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب مکرم مولوی محمود احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کے عقائد پر سیر حاصل تقریریں کیں۔ باوجود اپنے ملاؤں کے منع کرنے کے کثیر تعداد میں غیر احمدیوں نے جلسہ میں شرکت کی ساڑھے تین گھنٹہ کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

واقفین نو کیلئے

حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کے درس القرآن کی آڈیو کیسٹس

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ درس القرآن کی آڈیو کیسٹیں دفتر وقف نو میں واقفین نو بچے و بچیوں کے استفادہ کیلئے قیمتاً دستیاب ہیں سیکرٹریان واقفین نو و والدین ان کیسٹس کے سنانے کا اپنے ہاں انتظام کریں۔

(انچارج شعبہ وقف نو بھارت)

تقریب یوم جمہوریت

مورخہ ۲۶-۱-۲۰۰۰ کو بلدیہ کے وسیع میدان میں یوم جمہوریت کی تقریب منانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر مکرمہ اندر جیت کور صاحبہ صدر بلدیہ نے قومی جھنڈا لہرایا۔ سکول کے بچوں نے قومی ترانہ مل کر گایا۔ اس موقعہ پر جناب نتھا سنگھ صاحب وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ جماعت کی طرف سے مکرم چوہدری عبدالواسع صاحب نائب ناظر امور عامہ مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم اور محمد اکرم گجراتی مع احباب جماعت شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ ممبران بلدیہ سرکاری افسران اور پریس کے نمائندگان موجود تھے۔ اس موقعہ پر مکرم جناب نتھا سنگھ صاحب دالم نے تمام حاضرین کو مبارکباد دی۔ مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم نے بھی تقریر کرتے ہوئے تمام حاضرین کو اس دن کی مختصر اہمیت بتائی۔ احمدی بچوں نے مل کر قومی نغمہ پڑھا اور ایک احمدی بچے نے تقریب کی اہمیت اور بچوں کی ذمہ داریوں کے بارے عمدہ رنگ میں تقریر کی۔

(خاکسار: محمد اکرم گجراتی کارکن نظارت امور عامہ قادیان)

جناب نتھا سنگھ صاحب دالم وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ پنجاب کی محلّہ احمدیہ میں آمد

مورخہ ۲۷-۱-۲۰۰۰ کو تقریباً ایک بجے جناب نتھا سنگھ صاحب دالم وزیر بننے کے بعد پہلی مرتبہ محلہ احمدیہ میں تشریف لائے۔ آپ حلقہ قادیان اسمبلی سے ایم-ایل-اے چنے گئے تھے۔ اب موصوف کو جناب پرکاش سنگھ صاحب بادل چیف منسٹر پنجاب کی وزارت میں وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ بنایا گیا ہے۔

جب آپ مہمان خانہ میں تشریف لائے تو مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب ایم-اے ناظر امور عامہ و قائمقام ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان - مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر ناظر نشر و اشاعت - مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب نائب ناظر دعوت و تبلیغ و افسر لنگر خانہ - مکرم چوہدری عبدالواسع صاحب نائب ناظر امور عامہ - مکرم مولوی سید نصیر الدین صاحب صدر عمومی - مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ پنجاب و ہماچل - کارکنان صدر انجمن احمدیہ و طلباء مدرسہ احمدیہ و مدرسۃ المعلمین نے گلپوشی کی اور خوش آمدید کہا۔ وزیر موصوف کے ساتھ سرکاری اور پولیس کے افسران کے علاوہ پریس اور تعلقات عامہ پنجاب کے نمائندگان بھی تشریف لائے تھے۔

محترم وزیر صاحب موصوف سے جماعت کے ذمہ دار احباب کے ساتھ ایک گھنٹہ سے زائد بڑے اچھے ماحول میں جماعت احمدیہ کا تعارف اور بابرکت شہر قادیان کی ترقی کے سلسلہ میں گفتگو ہوتی رہی۔ وزیر صاحب نے عہدیداران جماعت کو یقین دلایا کہ شہر کی ترقی و صفائی اور سڑکوں کی مرمت کیلئے پنجاب گورنمنٹ سے فنڈز منظور کروا کر کام شروع کرنے کی کوشش کرونگا۔

آخر میں اس موقعہ پر محترم وزیر صاحب اور ساتھ آنے والے مہمانوں کی کھانے اور چائے سے تواضع کی گئی اور اس طرح بڑے خوشگوار ماحول میں محترم وزیر صاحب کے قافلہ کو الوداع کیا گیا۔ (محمد اکرم گجراتی کارکن نظارت امور عامہ)

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو

کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

سید فضل احمد صاحب سابق ڈی-جی-پولیس بہار کا ذکر خیر

جب خاکسار آگرہ میں بطور معلم خدمت سلسلہ کی توفیق حاصل کر رہا تھا تو اُس وقت جناب رضوان احمد صاحب (I.P.S) بطور S.S.P آگرہ متعین ہوئے تو اس کی اطلاع خاکسار نے مکرم سید فضل احمد صاحب کو دی تو موصوف نے S.S.P. صاحب کو اپنے لیٹر پیڈ پر احمدیت و خاکسار کا تعارف کراتے ہوئے اُس خط کی نقل خاکسار کو بھی بھیجی جس پر S.S.P. صاحب نے بذریعہ اپنے P.R.O. خاکسار کو ملاقات کیلئے بلا کر پوچھا کہ سید فضل احمد صاحب سے آپ کا کیا رشتہ ہے خاکسار نے اُن کو بتایا کہ میرا اور موصوف مرحوم کا ایک ہی جماعت سے تعلق ہے اس پر S.S.P صاحب نے خوشی کا اظہار کیا اور جب تک آگرہ میں رہے ہر طرح سے خاکسار کو تعاون فرماتے رہے۔

ایک بار جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جب خاکسار کی موصوف سے ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے خاکسار سے فرمایا کہ مکرم منظور احمد صاحب (.I.P.S) اس وقت یو-پی میں بطور .I.G پولیس متعین ہیں اور اُن سے میرے گھریلو تعلقات ہیں آپ میرے حوالہ سے اُن سے ملاقات کر کے فائدہ حاصل کریں۔ اس کے بعد موصوف مرحوم نے بہار سے .G.I صاحب کے نام ایک چٹھی کے ساتھ اپنا وزیٹنگ کارڈ خاکسار کو ارسال فرمایا کچھ دن کے بعد جناب منظور احمد صاحب بحیثیت ایڈیشنل ڈی-جی آگرہ آئے۔ تو خاکسار نے وہ چٹھی و کارڈ سرکٹ ہاؤس کے اندر بھجوایا تو اُنہوں نے ملاقات کیلئے آئے تمام تر اعلیٰ پولیس افسران کو نظر انداز کرتے ہوئے خاکسار کو بلوا کر کہا کہ آپ کو سید فضل صاحب نے بھیجا ہے اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو مجھے ضرور موقعہ دینا۔

گذشتہ سال خاکسار انڈمان نکوبار گیا تو خاکسار کو وہاں کے .I.G پولیس شری وائی آر دھوریا صاحب (.I.P.S) سے موصوف کے حوالہ سے تبلیغی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ .G.I صاحب بہت متاثر ہوئے، کہنے لگے کہ میں آپ کی جماعت و سید فضل احمد صاحب سے اچھی طرف واقف ہوں اب اگر جب بھی آپ کی موصوف مرحوم سے ملاقات ہو تو انہیں میرا اسلام ضرور عرض کریں۔

اسی طرح ابھی حال ہی میں مورخہ ۹۹-۸-۱۸ کو جناب احمد جاوید صاحب (.I.P.S) کمشنر آف پولیس شولاپور سے تبلیغی ملاقات کرنے پر کمشنر صاحب نے موصوف مرحوم کی وفات پر اظہار افسوس کیا اور کہا کہ میں مرحوم اور آپ کی جماعت سے بخوبی واقف ہوں موصوف مرحوم کا ایک بیٹا میرے ساتھ تعلیم حاصل کرتا رہا ہے۔

خاکسار احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے یا تبلیغ کی غرض سے جب بھی کسی .I.P.S افسر سے ملاقات کرتا تو موصوف مرحوم صاحب کو اس کی اطلاع ضرور دیتا تو مرحوم صاحب اُس افسر کو بذریعہ خط جماعت و خاکسار کا تعارف کراتے اور اس کی نقل خاکسار کو بھی ارسال کرتے موصوف متواتر خاکسار کے ساتھ خط و کتابت کرتے اور خاکسار کی راہنمائی کے ساتھ دلجوئی و حوصلہ افزائی فرماتے موصوف ایک شہرت یافتہ .I.P.S افسر تھے خاکسار جب بھی کسی .I.P.S افسر کو موصوف مرحوم صاحب کا تعارف کراتا تو وہ اُن کا واقف کار ہوتا احمدیت کے طفیل ہندوستان کے پولیس محکمہ میں موصوف مرحوم کا ایک الگ ہی کردار تھا جس بناء پر موصوف مرحوم پولیس محکمہ میں ہمیشہ عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے احمدیت کی برکات سے جو مقام موصوف مرحوم کو حاصل تھا وہ دیگر کسی .I.P.S کو نہیں تھا۔ احمدیت کی برکات و موصوف کے طفیل خاکسار کو .D.I.G و .S.S.P جیسے اعلیٰ افسران سے بار ہا ملاقات کا موقعہ ملتا رہا۔

موصوف مرحوم احمدیوں سے ہی نہیں بلکہ دوسروں سے بھی بڑے حسن سلوک سے پیش آتے و تعاون فرماتے موصوف کے حسن سلوک کا ایک واقعہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

خاکسار کی خالہ محترمہ جو کہ لکھنؤ شہر کے محلہ گومتی نگر میں رہتی ہیں اِن کا سسرالی خاندان احمدیت کی مخالفت میں ہمیشہ پیش پیش رہتا اور خود خالو بھی احمدیت و احمدیوں سے بغض و کینہ میں کسی سے بھی کم نہیں۔

۲ سال قبل خالو صاحب کے پلاٹ (زمین) پر دوسرے خاندان کے لوگ ناجائز طور پر قابض ہوگئے ان کے رشتہ داروں کے پولیس و دیگر اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کی بناء پر اُن کا علاقہ میں دبدبہ قائم ہے۔ خالو محترم نے اُن کے قبضہ سے اپنی زمین حاصل کرنے کیلئے ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا مگر ان کو کوئی انصاف نہ ملا بلکہ پولیس آتی اور قابض افراد کے حق میں فیصلہ سناتے ہوئے اُلٹا خالو صاحب کو ہی ڈانٹ پھٹکار لگا کر جیل کی ہوا کھلانے کی دھمکیاں دیکر چلی جاتی۔ ایک روز خاکسار کے مشورہ پر اُنہوں نے مکرم سید فضل احمد صاحب کی خدمت میں بذریعہ خط تمام تر حالات سے آگاہ کرایا جس پر موصوف نے فوری طور پر سپرنٹنڈنٹ پولیس .S.P لکھنؤ کو مکرم خالو صاحب کی مدد کیلئے لکھا تو .S.P صاحب لکھنؤ نے سارے معاملہ کی تفتیش کر کے محترم خالو صاحب کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے خالو کو مع حفاظتی انتظام زمین پر قابض کرایا اس کے بعد موصوف مرحوم نے محترم خالو صاحب و خاکسار کو بذریعہ خط فرمایا کہ میرے لائق کبھی کوئی خدمت ہو تو مجھ سے برابر رابطہ رکھتے رہیں۔

اس طرح سے موصوف مرحوم کے توسط و تعاون سے مکرم خالو صاحب انصاف حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اور اب انہیں محترم خالو صاحب کا کہنا ہے کہ آج اگر کہیں خدمت خلق کا جذبہ و انسانیت زندہ ہے تو وہ احمدیوں میں ہے۔ موصوف مرحوم بڑے ہی نیک دل انسان تھے ہمیشہ غریبوں و مسکینوں سے ہمدردی و حمایت رکھتے غریب سے غریب شخص کے خط کا بھی جواب دیکر اُس سے تعاون فرماتے۔

اچانک ایک روز حیدر آباد سے شائع ہونے والے سیاست نامی اردو اخبار میں موصوف کی وفات کی خبر سے بے حد افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔ اور ہمیں مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(عقیل احمد سہارنپوری خادم سلسلہ مہاراشٹر)

قادیان دارالامان سے دارالہجرت ربوہ تک

خاکسار 22.11.99 کو صبح قادیان دارالامان سے روانہ ہو کر بارڈر پر امیگریشنوں اور کسٹموں کی چوبیس گھنٹوں کی قید سے رہائی حاصل کرتے ہوئے 23.11.99 کو صبح آٹھ بجے دارالذکر لاہور پہنچا وہاں پر روزمرہ کی ضروریات زندگی سے فارغ ہو کر متعلقہ افراد سے ملکر اُسی روز اپنی دیرینہ خواہش کے مطابق ربوہ کیلئے روانہ ہو کر شام تقریباً ۲ بجے دارالضیافت ربوہ میں بخیریت پہنچ گیا خاکسار کے ہمسفر ایک بزرگ درویش کے بیٹے مکرم طارق احمد صاحب بھی تھے اسی طرح خاکسار 15.12.99 کو دارالہجرت ربوہ سے اور 20.12.99 کو لاہور سے روانہ ہو کر تقریباً چوبیس گھنٹوں کی قید سے رہائی حاصل کرتے ہوئے 21.12.99 کو صبح آٹھ بجے سہارنپور بخیریت پہنچ گیا۔

دارالہجرت ربوہ کے سفر کی روداد تو بڑی طویل ہے مختصر عرض ہے کہ ربوہ میں داخل ہوتے ہی لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ایک ہفتہ گذارنے کی توفیق ملی اس کے علاوہ اکابرین ربوہ کے یہاں بھی قیام و طعام کے مواقع ملتے رہے مسجد محمود اور مسجد مبارک میں زیادہ سے زیادہ نمازیں ادا کرنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین صدر انجمن کے دفاتر و انجمن تحریک جدید و انجمن وقف جدید و خلافت لائبریری و M.T.A کا اسٹوڈیو فضل عمر ہسپتال اور گول بازار میں مسجد بیت المہدی سبھی کو بار بار دیکھنے کا موقع ملا۔ بہشتی مقبرہ میں خلفاء حضرات و خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد و حضرت سر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ اور پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب Nobel Laureate کی قبروں پر دعا کیلئے بار بار جانے کا موقعہ ملا احمد نگر میں حضور انور کا Guest House + Garden تو واقعی دیکھنے کے لائق ہے اگر احمد نگر میں کہیں آج کی دنیا میں جنت ہے تو وہ حضور انور کا گیسٹ ہاؤس گارڈن ہے قصر خلافت بیت الحمد کالونی نئی جلسہ گاہ (خدا کرے حکومت وقت سے منظوری مل جائے اور جلسہ ہو جائے) مسجد اقصیٰ احمد نصرتی دفتر روزنامہ اخبار الفضل ضیاء الاسلام پریس جامعہ احمدیہ ایوان محمود اور ایوان انصار سبھی کچھ تو دیکھا ربوہ کے ریلوے اسٹیشن و ڈاکخانہ پولیس چوکی اور جو بھی کوئی سرکاری عمارت ہے سبھی پر (چناب نگر) بھی لکھا ہوا دیکھا ربوہ کی مسجدیں اذانوں کے بغیر خاموش مگر نمازیوں و ذکر الٰہی سے بھرپور توحید باری تعالیٰ کے نام کا ڈنکا بجا رہی ہیں۔

مسجدوں کے الفاظ و رضی اللہ عنہ کے الفاظ و رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ پر چونے سے پتائی اور لاہور دارالذکر میں کلمۂ طیبہ (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پر لکڑی کے پھٹے چڑھے ہوئے (حکومت پاکستان کی طرف سے) دیکھے

اکابرین ربوہ و لاہور میں سے کئی احباب سے ملاقاتیں ہوئیں سبھی افراد نے خاکسار کو بہت ہی پُر خلوص تعاون دیا۔

(محمد ذاکر خان بھیالوی صدر جماعت احمدیہ سہارنپور یو-پی)

تقریب شادی

مکرم نور احمد صاحب بیجاپور کی بیٹی اور مکرم انصاری صاحب کونگی کے بیٹے کی تقریب شادی مورخہ 24.11.99 کو بعد نماز ظہر عمل میں آئی۔ مخالفت کے باوجود غیر احمدی علماء اور افراد نے شرکت کی۔ اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 200 روپے۔

(محمد حبیب اللہ معلم وقف جدید بیرون سرکل کرناٹک)

پتے کی پتھری

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

پتے کی پتھری بغیر اپریشن کے دس دن کے اندر دیسی دوائی سے نکل جاتی ہے

علاج قادیان آکر کروانا ہوگا

Phone No : 01872-71152

حکیم عبد الحمید ملکانہ محلہ احمدیہ قادیان

(۱)

عید کے نام پر مخالفت

بنگلور میں عید الفطر کل اتوار کو ہو گی

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا اعلان

بنگلور ۷؍ جنوری (پریس نوٹ) مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا اجلاس آج بعد نماز مغرب کننگھم روڈ میں ہوا۔ جس کی صدارت جناب خالد احمد چیئرمین کرناٹکا بورڈ آف وقف نے کی۔ شہر میں مطلع ابر آلود رہا۔ کہیں بھی چاند نظر نہیں آیا۔ ریاست کے کسی بھی مقام سے چاند کی شہادت نہیں ہوئی۔ ملک کے دوسرے مقامات ممبئی، حیدر آباد، دیوبند، بنارس، دہلی و دیگر مقامات سے چاند کے نظر آنے کی کوئی اطلاعات نہیں ہیں۔ لہٰذا علماء کرام نے متفقہ فیصلہ فرمایا کہ رمضان کے تیس روزے مکمل ہوں گے۔ عید الفطر ۹؍ جنوری ۲۰۰۰ء اتوار کو ہو گی۔ مندرجہ ذیل علماء کرام شریک اجلاس رہے۔ مولانا غلام محمد صدیق سیٹھ، صدر جمعیۃ العلماء ہند بنگلور، مولانا محمد اسماعیل، صدر المدرسین، دار العلوم سبیل الرشاد، مولانا ریاض الرحمٰن رشادی، خطیب و امام جامع مسجد بنگلور سٹی، مولانا صغیر احمد رشادی، مدرس دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور، مولانا یوشا فیضی، خطیب و امام عسکری مسجد عرب لین بنگلور، مولانا کمال احمد، خطیب و امام مسجد ام الحسنین اندرا نگر بنگلور، مولانا مسعود الحسن قاسمی، خطیب و امام لیابین مسجد ٹیانری روڈ بنگلور، مذکورہ علماء کرام کے علاوہ ائمہ مساجد و ذمہ داران مساجد بھی کثیر تعداد میں شریک اجلاس رہے۔ المعلن قدیر احمد شاہ الامری، کنوینر مرکزی رویت ہلال کمیٹی بنگلور۔

(۲)

”رویت کی معتبر اطلاع پر عید آج ہو گی“ مفتی اشرف علی صاحب

بنگلور ۷؍ جنوری (سیاست نیوز) عید رمضان المبارک ہفتہ ۸؍ جنوری کو ہو گی۔ رات ڈیڑھ بجے دفتر ”سیاست“ کو مولانا مفتی اشرف علی صاحب نے فون پر اطلاع دی کہ دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور میں رات ایک بجے علماء کی ایک نشست میں متفقہ فیصلہ کیا گیا کہ ”جب معتبر ذرائع سے چاند کا ہونا ثابت ہو چکا ہے تو عید سنیچر ۸ جنوری ہی کو ہونی چاہئے۔ مفتی اشرف علی صاحب کے مطابق نشست میں مولانا محمد صدیق صاحب، مولانا محمد زکریا صاحب والا جاہی، مولانا محمد شعیب اللہ خان صاحب مقامی، مولانا محمد شاکر صاحب قاسمی، مولانا محمد حنیف افسر عزیزی صاحب، مولانا عتیق الرحمٰن صاحب رشادی، مولانا افتخار احمد صاحب قاسمی، مولانا محمد انور صاحب دہلوی، مولانا ممتاز علی صاحب رشادی اور بہت سے علماء شہر شریک رہے۔ (روزنامہ سیاست بنگلور کرناٹک)

— (۳) —

پھر وہی شام وہی تکرار اور لڑائی ہے
پھر سے لوگوں کو دکھانے کیلئے عید چلائی ہے

امسال گزشتہ کی طرح عید کا اعلان تقریباً نو بجے متفقہ فیصلہ پر یہ ہوا کہ عید بروز اتوار ۹؍ جنوری منائی جائے گی۔ تراویح کا اہتمام ہوا تمام مساجد میں تراویح ہوئی پھر رات ۳۰-۱۰ بجے دہلی سے اعلان ہوا کہ عید بروزہ ہفتہ ۸ جنوری منائی جائے گی۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہر دن شمالی ہندوستان میں کہر کا یہ عالم ہے کہ سینکڑوں لوگ سردی کی تاب نہ لا کر مر رہے ہیں اور روزانہ کئی گاڑیاں حادثوں کا شکار ہو رہی ہیں۔ راستہ کے بڑے بڑے بجلی کے بلب قمقموں کی طرح نظر آ رہے ہیں۔ ایسے میں چاند کس نے دیکھا کب دیکھا کہاں دیکھا اس کا کوئی نہ گواہ ہے نہ ثبوت ہے۔ دلی کے شاہی امام نے اعلان کیا ہے کہ عید کل ہو گی۔ اس حالت میں عید الفطر کب منائی جائے یہ اہم سوال ہے۔ جیسا کہ رویت ہلال کمیٹی نے اعلان کیا ہے عید اتوار کو ہی منانا صحیح ہے۔ کیونکہ ہندوستان بھر کے کئی مقامات پر فون پر معتبر لوگوں سے بات کرنے کے بعد یہ فیصلہ لیا گیا ہے۔ اس فیصلہ کے مد نظر عید بروز اتوار ۹؍ جنوری کو ہی منائی جائے گی۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ (مبین منور) (روزنامہ پاسبان بنگلور ۸-۱-۲۰۰۰)

ہمارے والد محترم مولانا بشیر احمد فاضل دہلوی وفات پاگئے

قارئین کرام کی خدمت میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ خبر دی جا رہی ہے کہ ہمارے والد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی مورخہ ۱۱-۱-۲۰۰۰ صبح ۷ بجے کے قریب لندن میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم قریب دو سال سے فالج کے عارضہ سے لندن ہسپتال میں داخل تھے۔ لندن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۳-۱-۲۰۰۰ کو مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم کی نعش کو بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین کیلئے لانے میں کئی روکیں تھیں جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دور فرمادیں۔ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان نے بھی بروقت سب کاغذات و حساب مکمل کروائے اور حضور انور نے بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین کی اجازت مرحمت فرمائی۔

مورخہ ۱۴-۱-۲۰۰۰ کو مرحوم کا تابوت لیکر مکرم لطیف احمد خاں صاحب (مرحوم کے برادر نسبتی) خاکسار عابد احمد ناصر اور مکرم محمد افضل صاحب (ابن مکرم محمد سعید صاحب انور موودھا قادیان) لندن سے روانہ ہوئے اور مورخہ ۱۶-۱-۲۰۰۰ کو براستہ دہلی صبح پونے سات بجے خیریت سے قادیان پہنچ گئے۔ قادیان میں مرحوم کی تدفین کے سب انتظام مکمل تھے اور اسی روز صبح ۹ بجے مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب ناظم قضاء نے جنازہ گاہ میں مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعدہٗ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ الحمد للہ

ہمارے والد صاحب مرحوم نے ایک لمبا عرصہ تبلیغ کے میدان میں گزارا۔ قارئین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر ہمارے والد صاحب کے ساتھ کوئی ایمان افروز واقعہ گزرا ہو یا کسی ایمان افروز واقعہ کا علم ہو تو قادیان میں مکرم جاوید اقبال صاحب اختر سیکرٹری مجلس کارپرداز یا مکرم رشید احمد صاحب طارق قادیان کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے درویش مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا کرے۔ آمین

ہم ہیں مرحوم کے غمزدہ بچے (حامد احمد - عابد احمد ناصر - ناصر شفیق - طاہرہ حفیظ)

ہمارا حشر بھی بنی اسرائیلیوں جیسا ہو جائے گا

ڈاکٹر اقبال نے موجودہ دور کے مسلمانوں کا نقشہ بڑے اچھے اور صاف ستھرے انداز میں پیش کیا ہے کہ ؎

نماز، روزہ و زکوٰۃ و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

یہ بات دل کو بڑی لگتی ہے کہ آخر کیا بات ہے کہ آج مسلمان نمازیں پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور حج کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں مگر ان کے اندر اور باہر کوئی انقلاب برپا نہیں ہوتا کہ رحمت خداوندی ان کی دستگیری کیلئے آگے بڑھے اور وہ دنیا کی دیگر اقوام کے اندر آفتاب و مہتاب بن کر چمکتے ہوئے نظر آئیں۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ سب کام ہم ایمان و اخلاص کے بغیر ہی کئے جا رہے ہیں۔ بے حضوری اور بے شعوری میں محض ایک بوجھ سمجھ کر اتار رہے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہو اور دنیا اس کا کوئی وزن محسوس نہ کرے۔ کوئی مسلمان ہو اور اس پر پھٹکار ہو، دانے دانے کا محتاج ہو، فٹبال کی طرح سب کے پیروں سے ٹھوکریں کھائے۔ اوپر والا ہاتھ ہونے کے بجائے نیچے والا بنا رہے۔ یہ بڑا سنگین معاملہ ہے جس پر اگر ہماری توجہ نہیں گئی اور اس کا کوئی حل نہیں نکالا گیا تو ہمارا حشر بھی بنی اسرائیلیوں جیسا ہو جائے گا کہ اہل کتاب ہونے کے باوجود ذلت و مسکنت ان کا مقدر بن گئی۔

مسلمانو! غور کرو۔ تم خواب خرگوش میں پڑے ہو اور دنیا کی چمک دمک میں کھو گئے ہو۔ خدا کا قہر اور غضب تم پر منڈلا رہا ہے اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ بحوالہ روزنامہ ”منصف“ حیدر آباد ۶ جنوری (مرسلہ محمد اسماعیل مدرس گرمتکال)

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(091) 01872-70105

Vol - 49 Thursday, 10th Feb 2000 Issue No: 6

دو سال سے

بنگلور کے ملاؤں نے عیدالفطر کو تنازعہ کا سبب بنادیا

.............(محمد عظمت اللہ بنگلوری کے قلم سے

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ذرائع ابلاغ کا سمعی وبصری نظام جاری فرما کر نوع انسان پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے ایک سیکنڈ میں خبریں زمین کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچ جاتی ہیں رویت ہلال کی خبر مغرب یا عشاء میں اعلان کردی جاتی ہے۔ مگر رات بھر انڈا پکایا پھر بھی کچا رہ گیا کے مصداق۔ صبح کا نتیجہ انتہائی مایوس کن رہا۔ رات بھر اعلانات ہوتے رہے کہ روزہ نہ رکھیں صبح عید ہوگی عید مبارک تکبیر وغیرہ وغیرہ کی روحانی آوازیں گونجتی رہیں پھر اچانک اعلان ہوا کہ روزہ رکھ لیں عید اتوار کو ہوگی معصوم قوم حیران وپریشان تذبذب کے عالم میں دم بخود رہ گئی کچھ نے روزہ رکھا اکثریت نے روزہ چھوڑ دیا ایک یا دو جگہ عید کی نماز بھی ہوئی بعضوں نے غصہ میں آکر اپنے سر کے بال نوچ لئے اور سنا گیا ہے کہ بعضوں نے علماء سے بدتمیزی کرتے ہوئے گالی گلوچ بھی کی بلکہ مار پیٹ پر اُتر آئے۔ سوال یہ ہے کہ آخر ہم مسلمان کس کے غلام ہیں؟ مولویوں کے یا تجارت پیشہ لوگوں کے کیونکہ گذشتہ سال بھی ایسے ہی حالات پیش آئے روزہ چھوڑنا پڑا اور عید رمضان باسی منائی گئی تھی۔ بعض علماء نے گذشتہ سال کے گھناؤنے مذاق کو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ اس سال پھر دوہرایا ہے اور غیر مسلم اس واقعہ کو لیکر ہنس ہنس کر مذاق اُڑا رہے ہیں۔ سر شرم سے جھکا ہوا ہے۔ ایسے علماء کسی کو کافر قرار دینے میں تو متحد ہو جاتے ہیں۔ ان شر پسند فسادی علماء کو جو قوم میں تفرقہ ڈالتے ہیں اور اپنا الگ فیصلہ جاری کرتے ہیں اُن کے خلاف تادیبی کارروائی کرتے ہوئے انہیں امامت سے برطرف کردینا چاہئے یہ شریر اپنے ہتھکنڈوں کو امت میں ہی آزماتے ہیں۔ اسلام کی سرحدوں کی دفاع ان کیلئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی صرف کفر کی توپ چلا کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ مثلاً شاتم رسول صلعم انور شیخ کے مضمون جو India Post Week میں چھپے اور پھر اس کا ترجمہ "نئی دنیا" دہلی میں شائع ہوا تھا اس پر کفر کا فتویٰ متحدہ طور پر دیا گیا اور انڈین ایکسپریس کے اسلام دشمن مضمون پر مظاہرہ کیا گیا۔ اس سے کیا ہوا بات وہیں کی وہیں رہ گئی اگر ان علماء کے دل میں اسلام کا درد ہوتا تو ان تینوں اخباروں میں شائع اسلام دشمن مضامین کے جواب لکھ کر اخباروں میں شائع کرواتے۔ مگر ان علماء نے ایسا نہیں کیا کفر کا فتویٰ ٹھونک کر مظاہرہ کر کے بیٹھ گئے۔ وہ بد اثر جو غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کے خلاف پیدا ہوا تھا زائل ہونے کے بجائے کفر کے فتوؤں مظاہروں سے اور بڑھ گیا۔ مظاہرے کرنے سے اور بھی غلط باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آج اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کو خون میں لت پت دیکھنا چاہتی ہیں۔ فتنہ وفساد بھڑکا کر تباہ وبرباد کرنا چاہتی ہیں۔ ہمارے ملک کو خانہ جنگی میں ڈالنا چاہتی ہیں۔ کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم عقل وہوش سے دور اندیشی سے کام لیں؟ ایسا کوئی قدم نہ اُٹھائیں جو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا باعث ہو۔ تلوار کا وار جسم پر ہوتا ہے قلم کا وار قلب پر ہوتا ہے تلوار ایک وقت میں ایک کو کاٹتی ہے مگر قلم ہزاروں لاکھوں کو کاٹ کے رکھ دیتا ہے جو کام قلم کرتا ہے وہ کام تلوار ہرگز نہیں کر سکتی اس لئے قلم کا جواب قلم سے دینا چاہئے کفر کے فتوؤں اور مظاہروں سے نہیں کفر کے فتوؤں اور مظاہروں سے نفرتیں جنم لیتی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتوں میں ڈوبا ہوا قلم دلوں کو پھیر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں غلامی کیلئے جھکا دیتا ہے مگر ہماری یہ باتیں ان چند فتویٰ فروش فسادی علماء کی سمجھ سے باہر ہیں دراصل یہ سارا غم یہ سارے دکھ امامت کے فقدان سے واقع ہوئے ہیں قوم نے علماء کے کہنے پر امام وقت کا انکار کردیا ہے۔ جس کی وجہ سے قوم ظلم وستم اور مصیبتوں کا دن بدن شکار ہوتی چلی جارہی ہے اور آسمانوں اور زمین سے الٰہی غضب سیلابوں طوفانوں زلزلوں جنگوں کی شکل میں عموماً تمام قوموں پر اور خصوصاً مسلمان ملکوں میں بھڑکا ہوا ہے۔ اگر مسلمان قرآن کو راہ نما بناتے تو انہیں صاف دکھائی دیتا فرماتا ہے "اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں ہے یہاں تلک کہ کسی قصبہ میں رسول بھیجے۔ جو ان کے اوپر ہماری آیات پڑھے اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں ہیں سوائے اس کے کہ جب اس کے رہنے والے ظالم ہوگئے ہوں (القصص آیت ٦٠) اور قرآن کی باتوں کو چھوڑ کر لوگ علماء کی طرف بھاگ رہے ہیں کیا یہ افسوس کی بات نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ چودھویں صدی کے شروع میں امام مہدی و مسیح موعود کا ظہور ونزول ہوگا۔ اسلام کا غلبہ ساری دنیا میں انہی سے ہوگا اے مسلمانو! اگر تم کو برف کی چٹانوں پر سے بھی جانا پڑے تب بھی گھٹنوں کے بل رینگتے ہوئے جاؤ اور اُسے میرا سلام پہنچاؤ۔ پھر اس کی بیعت کرو اب سوال یہ ہے کہ کیا قوم کی اکثریت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانا یا حکم عدولی کی؟ ظاہر ہے حکم عدولی کر کے علماء کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر اس کے پیچھے بھاگ رہی ہے جس کا لازمی نتیجہ غضب الٰہی کا بھڑکنا ہے اور جن خوش قسمتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں امام مہدی و مسیح موعود کو مانا ہے ان پر خداوند کریم کا لامتناہی فضل ہے گذشتہ سال ایک کروڑ سے بھی زائد افراد بیعت کر کے مسلم جماعت احمدیہ عالمگیر میں داخل ہوئے انشاء اللہ امسال دوگنے افراد داخل ہونگے۔ یہ خدا کا فضل نہیں تو کیا ہے کہ جہاں اُڑیسہ کے طوفان میں ہزاروں لاکھوں تباہ برباد ہوئے وہاں جماعت احمدیہ کے افراد بالکل محفوظ رہے کئی بستیاں وہاں احمدی مسلمانوں کی آباد ہیں کسی کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا طرہ یہ کہ جماعت ریلیف کے کاموں میں حصہ لیتی رہی اور مرکز قادیان سے ریلیف فنڈ میں لاکھوں کا چندہ بھی دیا گیا۔ بہر حال خدا تعالیٰ نے آپ کی راہنمائی کیلئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو امام مہدی و مسیح موعود بنا کر بھیجا تھا۔ اب بھی وقت ہے وقت ضائع کئے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مان کر امام مہدی کو قبول کریں۔ آج مسلمانوں میں روحانی قیادت نہ ہونے کی وجہ سے اُمت انتشار کا شکار ہو چکی ہے بعض علماء آج اُمت میں بجائے اتحاد واتفاق پیدا کرنے کے نفاق پیدا کر رہے ہیں اس لئے خلافت الٰہی کی از حد ضرورت ہے اور وہ روحانی خلافت آج جماعت احمدیہ عالمگیر میں موجود ہے جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ ان تمام اختلافات سے بچی ہوئی ہے اسی میں آپ کی عافیت ونجات ہے **مولوی حبل اللہ نہیں** ہے قرآن۔ سنت اور حدیث کے بعد ان کی روشنی میں امام وقت حبل اللہ ہوا کرتا ہے اس **کو پکڑیں مولوی کو چھوڑیں** جو خود غرض اور فتنہ پرور ہیں۔

کیا اسی کشمکش کا نام عید ہے؟

میں نے دیکھا کہ گذشتہ سال کی طرح اِس سال بھی رمضان کے چاند کی شہادت کے اعلان میں گڑبڑ ہوگئی۔ رویت ہلال کمیٹی اور علماء کے متضاد اعلانات رات بھر مساجد سے کئے جاتے رہے، ہفتہ کے دن عید منانے اور نہ منانے کے اعلانات سے عوام کے اندر کشمکش اور افراتفری پائی گئی، لوگ گلی کوچوں اور مساجد کے پاس جمع ہونے لگے، عورتیں سودا سلف خریدنے کیلئے رات تین بجے گھروں سے نکلنے لگیں، ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا مسئلہ بھی کھڑا ہو گیا، ہفتہ کے دن عید کے اعلان سے ٹیلروں، قصاب برادری اور دیگر دوکانداروں کو پریشانی شروع ہوگئی۔ اور وہ رات تین بجے سے دھڑا دھڑ دوکانیں کھولنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ رویت ہلال کمیٹی کی طرف سے رات نو بجے اعلان ہوا کہ عید اتوار کو منائی جائے گی تمام مساجد میں اس کا اعلان ہوا اور لوگوں نے اطمینان کا اظہار کیا کہ چلو اِس مرتبہ چاند کے معاملے میں کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی ہے جب رات دس بجے ٹی وی پر دہلی اور دیگر علاقوں میں چاند نظر آنے کا اعلان ہوا۔ تو لوگوں میں بے چینی پیدا ہوئی رویت ہلال کمیٹی سے رابطہ قائم کیا تو رویت ہلال کمیٹی اپنے فیصلے پر اٹل رہنے اور اتوار کو عید منانے کے فیصلے پر قائم رہنے کا اعلان کیا۔ اِس کے بعد چند مٹھی بھر علماء کی بیٹھک ہوئی رات دیر گئے فیصلہ کیا کہ عید ہفتہ کو ہوگی مساجد کے لاؤڈ اسپیکروں سے جب اِس فیصلہ کا اعلان کیا جانے لگا تو لوگوں کی افراتفری بڑھ گئی جگہ جگہ لوگ جمع ہونے لگے، چند مشتعل نوجوانوں نے علماء کو برا بھلا کہا، کوئی ہلال کمیٹی کے ذمہ داروں کو گالیاں دے رہا تھا کوئی علماء کو گالیاں دے رہا تھا، کوئی قصاب برادری کو ذمہ دار ٹھہرا رہا تھا، کچھ لوگ زبردستی مساجد کے اندر گھس کر اتوار کے دن عید ہونے کا اعلان کر رہے تھے، کئی جگہ مساجد کے ذمہ دار احباب بھی عوام کے جذبات کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ شہر کے مسلم محلوں میں کشیدگی کو دیکھتے ہوئے پولیس کو چوکنا کردیا گیا تھا، ہر مسجد کے پاس پولیس کے وین اور جیپ گاڑیاں ٹھہرائی گئی تھیں۔ پولیس والے مسلمانوں کی اِس ہنگامہ آرائی کا خاموشی سے نظارہ کر رہے تھے، کئی ایک جگہ پولیس والے مشتعل مسلمانوں کو سمجھا کر منتشر کر رہے تھے یہاں تک کہ بعض جگہ خود پولیس کی جیپ گاڑیوں سے عید اتوار کو منائے جانے کا اعلان کیا جارہا تھا غرض ہماری یہ کشمکش اور ہنگامہ آرائی پولیس والوں اور غیروں کیلئے ایک تماشہ بن گئی تھی واقعی ہم نے عید کے معاملے کو ایک تماشہ بنائے رکھا تھا۔

میں نے دیکھا کہ فجر کی اذان کے بعد کشیدگی اور بڑھتی گئی شہر کے چھوٹے میدان میں عید کی نماز پڑھنے کیلئے لوگ آئے تو کچھ لوگوں نے انہیں واپس بھیج دیا۔ اِس طرح شہر کے چند ایک مساجد میں ہفتہ کے دن عید کی نماز ادا کی گئی البتہ شہر کے تمام عیدگاہوں میں عید کی نماز اتوار کو ادا کی جارہی ہے شہریان بنگلور کی طرح ریاست کے کئی شہروں اور دیہاتوں میں بھی کشمکش کی کیفیت تھی چند ایک جگہ عید ہفتہ کو منائی گئی، اس طرح رویت ہلال کمیٹی اور علماء میں کوئی ربط نہ ہوئے رویت ہلال کمیٹی اور علماء کے ضدی رویہ سے اِس مرتبہ بھی انتشار وتفریق کا منظر دیکھنے کو ملا، ہماری جگ ہنسائی ہوئی۔ یہ بھی دیکھنے کو ملا کہ عوام پر سے علماء کی گرفت ختم ہوتی نظر آرہی ہے اور علماء کی قدر بھی گھٹتی جارہی ہے اگر چاند کی شہادت کے معاملے میں ملّت کے اندر انتشار پیدا ہو رہا ہے تو اِس سے بڑھ کر کوئی افسوسناک بات نہیں ہے یہ بات صحیح ہے کہ چاند کی شہادت کا معاملہ شرعی ہے لیکن بعض اوقات ملّت کے اندر انتشار پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو حالات اور نزاکت کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے حالات اور عوام کے مزاج کا جائزہ لئے بغیر چار دیواری میں بیٹھ کر عوام پر زبردستی فیصلہ ٹھونسنے کا نتیجہ ہمارے لئے ایک سبق ہے۔ (روزنامہ پاسبان بنگلور ۲۰۰۰-۱-۹)